



بُجھٰ تِنّ صُوبائی اس سیمینی کی کارروائی

منعقدہ مورخہ ۲ جون ۱۹۹۳ء، برطابق ۱۲ محرم الحرام ۱۴۱۵ ہجری (بروز دوشنبہ)

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
-۱	آغاز کارروائی تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۲
-۲	وقتہ سوالات	۳
-۳	رخصت کی درخواستیں	۳۲
-۴	تحریک اتحاق نمبر ۱۲ مناسب شیرجان بلوچ (مسترد کردی گئی)	۳۳
-۵	بجٹ پر عام بجٹ	۳۴
-۶	عبدالحمید خان اچنزا	۳۶
-۷	ارجن داس بگشی	۶۱
-۸	سید شیرجان بلوچ	۶۹
-۹	ڈاکٹر عبد الملک بلوچ	۷۸
-۱۰	جعفر خان مندو خیل (وزیر خزانہ)	۸۵

بلوچستان صوبائی اسمبلی

- ۱- جناب اسپیکر ----- مسٹر عبدالوحید بلوچ
- ۲- جناب ڈپٹی اسپیکر ----- مسٹرار جن داس بگٹی

افغان صوبائی اسمبلی

- ۱- سیکریٹری اسمبلی ----- مسٹرا ختر حسین خاں
- ۲- جوانسٹ سیکریٹری ----- مسٹر محمد افضل

بلوجستان صوبائی اسمبلی کا چھٹا بجٹ اجلاس

مورخہ ۲ جون ۱۹۹۳ء بر طبق ۱۶ محرم الحرام ۱۴۱۵ ہجری

(بروز روشنہ)

زیر صدارت جناب عبدالوحید بلوج۔ اسپیکر

بوقت تین نج کربیں منٹ (سہ پر) صوبائی اسمبلی ہال کوئئے میں منعقد ہوا۔

تلاؤت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالستین اخوندزادہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تَبْدُوا مَا
فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يَعْلَمُونَكُمْ بِهِ اللَّهُ طَفِيفُ لِمَنْ
يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ طَوَّالِ اللَّهِ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
هُوَ أَمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْهِ مِنْ رِبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ طَوَّالِ
كُلِّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلِكَتِهِ وَكُلُّهُ طَوَّالِ رَسُولُهُ قَفْ لَا نَفِرَقُ
بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رَسُولِهِ قَفْ وَقَالُوا سِمِّنَا وَأَطْغَنَا قَفْ
غُفرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمُصِيرُ ۝

صدق الله العظيم

ترجمہ :- جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ یہ اپنے یہ کیک
وقت رکھا ہے۔ ایک تو یہ کہ ہر چیز خدا ہی کی ملکیت ہے، دوسرا یہ کہ ہر
چیز اسی کے اختیار و تصرف میں ہے۔ تیسرا یہ کہ بالآخر ہر چیز کا مرچ خدا ہی ہے۔

وقفہ سوالات

جناب اسپیکر :- جزاک اللہ۔ وقفہ سوالات۔ مولانا عبد الواسع سوال نمبر ۵۲
دریافت فرمائیں۔

مسٹر سعید احمد ہاشمی (صوبائی وزیر و مشیر برائے وزیر اعلیٰ)
جناب اسپیکر! وزیر داخلہ جیسا میں موجود ہیں ابھی تشریف لارہے ہیں اگر اجازت ہو تو
میں ان کو پالوں؟

جناب اسپیکر :- ان کو یہاں موجود ہونا چاہئے۔
(کچھ دیر انتظار کیا گیا)

جناب اسپیکر :- مولانا عبد الواسع صاحب سوال نمبر ۵۵ دریافت فرمائیں۔
(اس دوران وزیر داخلہ ایوان میں تشریف لائے)

جناب اسپیکر :- وزیر داخلہ پہلے سوال نمبر ۵۳ کا جواب دیں۔
نواززادہ گزین مری (وزیر داخلہ) :- مولانا صاحب پڑھوں یا پڑھا ہوا
تصور کریں گے؟ (جواب پڑھا ہوا تصویر کیا گیا)

X ۵۳ مولانا عبد الواسع :- کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے
کہ
(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرعام منوعہ اسلحہ کی نمائش جرم ہے۔
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو سرعام منوعہ اسلحہ کی نمائش پر کارروائی
نہ کرنے کی وجہات کیا ہیں؟ نیز اگر کسی کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں آئی ہے تو اس کی
تفصیل دی جائے۔

نواب زادہ گزین خان مری (وزیر داخلہ) :- موجودہ پابندی جو کہ زیر دفعہ ۱۳۲۳ ضف نامذکی گئی ہے کے تحت ہر قسم کا اسلحہ ساتھ لے کر چلنے اور نمائش کرنے کی پابندی ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل اقدامات کے گئے ہیں۔

- کونہ ڈسٹرکٹ میں ہر قسم کا اسلحہ ساتھ لے کر چلنے پر زیر دفعہ ۱۳۲۳ ضف کے تحت پابندی ہے۔

- ہر قسم کی اسلحہ کی نمائش کے سد باب کے لئے تین چیک پوشین نمبرا۔ ہملی نمبر ۲۔ میاں غنڈی اور نمبر ۳۔ درخشاں ہاؤس گ اسکم کے قریب قائم کی گئی ہیں۔ ان چیک پوشوں پر فرنٹیئر کور کے عملے کو تعینات کیا گیا ہے۔ جنہیں ضروری اختیارات دیئے گئے ہیں کہ وہ صرف اسلحہ والی گاڑیوں کی چیکنگ کر کے معلوم کو قانون کے حوالے کریں۔ مزید برآں اخبارات میں اشتہارات کے ذریعے عوام الناس کو بھی اس سلسلے میں مطلع کیا گیا ہے کہ وہ کسی قسم کی اسلحہ کی نمائش نہ کریں اور نہ ہی اپنی گاڑی یا اپنے ساتھ اسلحہ لے کر جیسی اور نہ مکان پر اسلحہ نصب کریں۔ پولیس نے کونہ شر میں خصوصی گھشتی نیمیں تفکیل دی ہیں اور مختلف مقامات پر چیکنگ کی جاتی ہے۔ تاہم ممبران سینٹ اور قوی و صوبائی اسمبلی اور چند اہم شخصیات کو ان کے قبائلی تازعات کی وجہ سے انکی حفاظت کے لئے اس پابندی سے ایک حد تک مستثنی کیا گیا ہے۔ ممبران سینٹ اور اسمبلی کو بیویز کے چار مسلح محافظ صوبائی حکومت کی جانب سے فراہم کئے گئے ہیں اور انہیں مزید چار اپنے محافظ بھی ساتھ لے کر چلنے کی اجازت دی گئی ہے اور اس مقصد کے لئے انہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کونہ سے اجازت نامہ جاری کیا گیا ہے۔

- اس سلسلے میں ۶۳ مقدمات زیر دفعہ ۱۸۸ اضافات فوجداری اور ۹ مقدمات زیر دفعہ ۳۳۔ ای آرم آرڈیننس سال ۱۹۹۳ء میں درج کئے گئے ہیں۔

مولانا عبد الواسع :- جناب اسٹاکر امیں نے پوچھا ہے کہن کہن لوگوں کے خلاف کارروائی ہوئی۔ ان کے نام کی تفصیلات دی جائے۔ انہوں نے صرف لکھا ہے مقدمات درج

ہیں کیا صرف غریبوں کے خلاف کارروائی ہوئی ہے یا امیروں، سرداروں اور لاوبوں کے خلاف بھی کوئی کارروائی ہوئی ہے؟ کیونکہ اس کی تفصیل نہیں دی گئی کہ کن کن کے خلاف کارروائی ہوئی، کیونکہ ان کے نام نہیں ہیں۔

وزیر داخلہ : مولانا صاحب جب ہم پکڑتے ہیں تو یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ کوئی غریب ہے یا امیر ہے۔ ملا ہے یا شریف یا بد معاش ہے جو بھی زد میں آتا ہے ہم اسے عدالت کے حوالے کر دیتے ہیں پھر کوئی مرضی ہے۔

مولانا عبد الواسع : جناب اسپیکر صاحب! جب ہم ہر وقت اسکلبی میں سوال پوچھتے ہیں کہ کیا قانون صرف غریبوں کے لئے ہے امیروں کے لئے نہیں۔ ہم اس لئے تو پوچھتے ہیں کہ کارروائی کن کن لوگوں اور کس طبقے کے خلاف ہوئی ہے۔ اگر اس کی تفصیل نہیں ہے تو اس جواب سے ہم کیا اخذ کر سکتے ہیں۔

میر عبد المجید بن بخشو (وزیر ملکہ پرورش حیوانات) : مولانا صاحب آپ نے کسی کا نام نہیں پوچھا ہے، آپ نے صرف کارروائی کے پارے میں پوچھا ہے۔

وزیر داخلہ : مولانا صاحب اس کے لئے آپ نیا سوال بنائیں کہ کن کن کو کپڑا ہے، پھر ان کے نام بھی دیں گے۔ ابھی تو آپ نے صرف تعداد کا پوچھا ہے۔

جناب اسپیکر : مولانا عبد الواسع صاحب سوال نمبر ۵۵ دریافت فرمائیں گے

X ۵۵ **مولانا عبد الواسع :** کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے

حدود آرڈیننس کے تحت سال ۱۹۹۳ء میں کتنے مقدمات درج ہوئے ہیں۔ مقدمات اور مذاہن کی تفصیل دی جائے۔ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ ۱۹۷۹ء سے لے کر آج تک کسی بھی مجرم کے خلاف حدود آرڈیننس نافذ ہوا ہے۔ اگر حدود نافذ ہوا ہے تو اس کی تفصیل دی جائے۔

وزیر داخلہ :- سال ۱۹۹۳ء میں حدود آرڈیننس کے تحت درج کئے گئے مقدمات اور
ملہان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام حد آرڈیننس	تعداد مقدمات	تعداد ملہان
۶۲۵	افتتاحی حد آرڈیننس ۱۹۷۶ء	۶۲۳	
۶۱۱	جرم جائیداد حد آرڈیننس	۶۲۹	
۱۳۳	جرم زنا حد آرڈیننس	۱۷	
-	جرم حدود قذف	-	
۱۳۹۰	کل تعداد :-	۱۳۲۳	

جمان تک کہ حد نافذ ہونے کا سوال ہے تو سال ۱۹۷۶ء سے کسی مرجم کے خلاف حد نافذ
نہیں کی گئی اور تمام مجرمان کو تحریر کے تحت سزا دی گئی ہے۔

مولانا عبدالواسع :- جناب اپنیکر ایں نے دریافت کیا پہلے سوال میں بھی مجھے
پہلے سوال کی تفصیل بھی نہیں بتائی گئی اب دوسرے کامبھی یہی حشر ہو گا۔

جناب اپنیکر :- آپ اتنے ماہیں نہ ہوں بلکہ اپنا سکالیمنڈری سوال کریں۔

جناب اپنیکر :- سوال نمبر ۸۸ میر محمد صادق عمرانی صاحب پوچھیں۔ (معزز رکن کی
غیر موجودگی میں شیر جان بلوچ صاحب نے اس سوال نمبر پر کارا)

X ۸۸ میر محمد صادق عمرانی :- (سید شیر جان بلوچ نے دریافت کیا)

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں کے کہ
گذشتہ ادوار میں مری قبائل جو افغانستان سے بھرت کر کے پاکستان آئے ان کی بحالی کے
لئے حکومت نے کیا کیا اقدامات کئے اور کتنی رقم فراہم کی۔ جب کہ میری قبائل آج تک
دریبرادر بھی ہگداں میں رہ رہے ہیں۔ تفصیل دی جائے۔

وزیر داخلہ :- نومبر ۱۹۹۱ء میں بخارانی مری جن کی تعداد ۲۷۳ تھی جن میں مرد، عورتیں اور پچ شاہل تھے جن کے راستے بلوچستان واپس آئے۔ علاوہ ازیں بست سے بخارانی مری غیر معروف راستوں سے بلوچستان میں داخل ہوئے۔ پاکستان واپس آنے والے بخارانیوں کی کل تعداد ۱۲۱۹ ہے۔ مزید یہ کہ جولائی ۱۹۹۲ء میں نواب خیر بخش مری کے بلوچستان واپس آنے پر ۱۸۱۸۹ مری یعنی تقریباً ۳۳ سو خاندان افغانستان سے براستہ نوٹکی واپس آئے جن کی اکثریت کوئی کے قریب کمپ میں مقیم ہے۔ پاکستان واپس آنے والے مری افراد کی بحالی اور امداد کے لئے حکومت نے جو اندامات اور اخراجات کئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بخارانیوں کے لئے آبادکاری کے لئے اقدامات

۱۔	ہر خاندان کے لئے منظور شدہ رقم	= ۱۵۰۰۰ روپے
۲۔	فی خاندان ادا شدہ رقم	= ۷۵۰۰ روپے
۳۔	فی خاندان قابل ادائیگی رقم	= ۷۵۰۰ روپے
۴۔	کل ادا شدہ رقم	= ۱۶۹۵۶۰۰ روپے

نوٹ :- بھایارقم کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ سبی میں مستحقین زکوٰۃ کے لئے تغیر شدہ مکانات اور سات مرلہ پلاٹوں پر بخارانی قابض ہو گئے ہیں۔ ان کو قبضہ ختم کرنے کے لئے کامیابی ہے اور مقابل جگہ کی پیشکش کی گئی ہے۔ اس قبضہ کے ختم ہونے پر بھایارقم ادا کردی جائے گی۔

نواب خیر بخش مری کے ہمراہ آنے والے مری افراد کی بحالی کے لئے اقدامات

۱۔	خواراک، دوائیوں اور خیموں پر ابتدائی خرچ	= ۳۵،۰۰،۰۰۰ روپے
----	--	------------------

۲۔ گزارہ الاؤنس ۶۰ دنوں کیلئے بحساب = ۵۰ روپے ڈھائی کروڑ روپے
نی رن فرڈ تقریباً

۳۔ آبائی علاقوں میں پہنچانے کے لئے مخصوص رقم ۱۰ لاکھ روپے
۴۔ آبادکاری کے لئے مخصوص رقم ۲۰ لاکھ روپے

وزیر داخلہ :- جواب پڑھ کر ناول یا پھر پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب اسپیکر :- جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سردار محمد اختر مینگل (مختصر سوال) :- جناب اسپیکر صاحب! اس میں جواب دیا گیا ہے کہ نومبر ۱۹۹۱ء میں بخارانی مری جن کی تعداد ۷۲۷۳ تھی جن میں مددوں تین اور پنج شاہل تھے جن کے راستے بلوچستان واپس آئے۔ علاوہ ازیں یہ مت سے بخارانی مری غیر معروف راستوں سے بلوچستان میں داخل ہوئے۔ پاکستان واپس آئے والے بخارانیوں کی کل تعداد ۱۲۱۹ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آبائی علاقوں میں تقریباً ”کتنے لوگ یا کتنے خاندان واپس پہنچے اور ان کو کہاں آباد کیا گیا ہے؟“

وزیر داخلہ :- سردار صاحب جب یہ پاکستان میں داخل ہوئے تب توہم ایک ساتھ تھے جانے کا تو آپ کوپڑہ ہے البتہ آنے کے بعد آپ نے علیحدہ راستہ اختیار کیا۔ اب اس وقت ان کو آبائی مقام پر پہنچانے کے لئے گورنمنٹ نے دس لاکھ روپے رکھے ہیں۔ گورنمنٹ سے کافی بحث ہوئی یہ بات چل رہی ہے۔ وہ جائیں گے تو وہاں ان کے روزگار کا کافی مسئلہ ہو گا اس لئے اب تک ہم خاص نتیجہ پر نہیں پہنچے ہیں۔

جناب اسپیکر :- سوال نمبر ۹۲ میر محمد صادق عمرانی صاحب دریافت فرمائیں۔ (معزز رکن کی غیر موجودگی میں جناب شیرجان بلوچ نے ان کا سوال نمبر لکارا)

وزیر داخلہ :- جواب آپ کے سامنے ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب اپنیکر :- جواب پڑھا ہوا تصور کریں کوئی ضمی سوال؟

X ۹۲ میر محمد صادق عمرانی :- (سید شیر جان بلوچ نے دریافت کیا)

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل گلتان میں حید زی اور غیبی زی قبائل میں کتنی خون ریز تصادم ہوئے ہیں۔ ان میں کتنے افراد گرفتار ہوئے اور کتنے افراد قتل ہو چکے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہیں تو حکومت صوبے کے اندر اور خصوصاً گلتان میں جماں بے پناہ افراد کا قتل عام ہو رہا ہے حکومت اس قبائلی تصادم کو روکنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے۔

وزیر داخلہ :- یہ درست ہے کہ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۰ء کے بعد سے اچکزی قبائل کے دو گروہوں یعنی حید زی اور غیبی زی کے درمیان کتنی خون ریز تصادم ہو چکے ہیں۔ ان کے آپس کے جھگڑوں میں فساد، اغوا و اور قتل کے کئی واقعات ہوئے ہیں۔ روپرتوں کے مطابق اب تک ۳۶۹ افراد قتل ہو چکے ہیں جب کہ تمیں افراد کو گرفتار کیا گیا تھا۔

حکومت نے گلتان میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے اہم مقامات پر ملیشیا کو تعینات کیا ہے۔ کئی مقامات پر ملیشیا کی چوکیاں قائم کی گئی ہیں اور کئی علاقوں اور شاہراہوں پر ملیشیا اور بی آر پی اور لیوپز کے گفت کا انظام کیا ہے۔ اس قبائلی جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے حکومت نے کئی کوششیں کی ہیں جن میں ماضی میں جرگ کی تکمیل بھی شامل ہے۔ یہ کوششیں کامیاب نہ ہو سکیں۔ حکومت بلوچستان ایک اعلیٰ سطحی جرگ کی تکمیل دینے پر غور کر رہی ہے تاکہ بنیادی وجہ تازعہ حل ہو جائے اور یہ قبائلی تازعہ جلد ختم ہو جائے۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب اپنیکر چیزیں آدمی قتل ہو چکے ہیں اور تمیں افراد کو گرفتار کیا گیا ہے۔ کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ ان آدمیوں کا تعلق کس گروپ سے ہے؟

وزیر داخلہ :- جو لوگ لڑائی میں (انوالو) شامل تھے ان کو گرفتار کیا گیا، Arrest کیا گیا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ان کا پورا ہائیڈانا پیش کیا جائے تو انشاء ہم پھر آپ کو پہنچادیں گے۔

مولانا عبدالباری (ضمنی سوال) :- جناب اسٹیکر یہاں جو تفصیل دی گئی ہے یعنی چھتیں افراد میرے خیال میں یہ بت کم ہے۔

وزیر داخلہ :- مولانا صاحب اگر آپ اپنے آپ کو والٹھیٹھ کریں اور اس میں ڈال دیں تو۔

مولانا عبدالباری :- آپ خود کم از کم ذرا فصح و بلخ انداز سے بات تو کریں۔

وزیر داخلہ :- میں نے کہا کہ آپ اپنے آپ کو والٹھیٹھ کریں۔ اگر آپ ان کی تعداد بڑھانا چاہتے ہیں تو آپ بھی شامل ہو جائیں۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسٹیکر صاحب! اگر آپ ایک پاریمانی کمیٹی تشکیل دیں تاکہ اس کی تحقیقات کرے کہ واقعی چھتیں ہے یا زیادہ ہے یا گورنمنٹ کچھ چھپا رہی ہے؟

وزیر داخلہ :- اگر آپ کو زیادہ طم ہے تو آپ ہمیں تاویں مولانا صاحب۔ آپ پہلیاں نہ بوجیں۔ ہاں پھر ہم اس کی اکتوبری کرائیں گے جب آپ تعلیمات تاویں گے۔

جناب اسٹیکر :- سوال نہرے! میر محمد صادق عمرانی صاحب کا ہے۔

(کوئی ضمنی سوال نہیں تھا)

X ۷۱] میر محمد صادق عمرانی :- (سید شیر جان بلوچ نے دریافت کیا) کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال ۹۲-۹۳ء کے دوران ڈسٹرکٹ پولیس نصیر آباد میں ضلع نصیر آباد کے کتنے جوان بھتی کئے گئے ہیں۔ تفصیل دی جائے۔

وزیر داخلہ :- وسٹرکٹ پولیس نصیر آباد میں سال ۱۹۹۲ء و ۱۹۹۳ء کے دوران درج ذیل جوان پولیس میں بطور کاشیل بھرتی کئے گئے ہیں۔

نمبر شمار	نام ملازم	ردیت	قیم	تاریخ بھرتی	لوگن ڈھیاں	خلع
۱	خنزیر احمد	مل	۴۰۰	لوگن	لوگن	خلع نصیر آباد
۲	غلام قادر	مل	۴۰۰	لوگن	لوگن	خلع بولان
۳	بودھستم	مل	۴۰۰	لوگن	لوگن	خلع بکھری
۴	خواجہ	مل	۴۰۰	لوگن	لوگن	خلع نصیر آباد
۵	خواجہ	مل	۴۰۰	لوگن	لوگن	خلع بکھری بولان
۶	میان غان	اسلامی قیم	۴۰۰	لوگن	لوگن	میان غان
۷	فضل دین	مل	۴۰۰	لوگن	لوگن	فضل دین
۸	خواجہ	مل	۴۰۰	لوگن	لوگن	خواجہ
۹	خواجہ	مل	۴۰۰	لوگن	لوگن	خواجہ
۱۰	خواجہ	مل	۴۰۰	لوگن	لوگن	خواجہ

ان کی تفصیل در زیر لیست میں بالترتیب سال ۱۹۹۲ء و ۱۹۹۳ء کی الگ الگ دی گئی ہے۔ لاحظ فرمائی جائے۔

نقش بھرتی شدہ ملازمین پولیس ڈسٹرکٹ نصیر آباد سال ۱۹۹۴ء

۴۹-	رحمت اللہ	بیورا خان	میزک	۳۵-۱۰-۷۶
۵۰-	جیون خان	محمد لوک	میزک	۳۵-۱۱-۷۶
۵۱-	بہنل خان	محمد رواز	میزک	۳۵-۱۱-۷۶
۵۲-	محمد صلاح	عطر خان	میزک	۳۵-۱۱-۷۶
۵۳-	قیصر شاہ	محمد جام شاہ	میزک	۳۵-۱۱-۷۶
۵۴-	مشعل شاہ	محمد شاہ	F.S.C	۳۵-۱۱-۷۶
۵۵-	محمد قاسم	عبد اللہ	میزک	۳۵-۱۱-۷۶
۵۶-	غلام قادر	مید الرحمٰن	میزک	۳۵-۱۱-۷۶
۵۷-	خدا بخش	صلح محمد	میزک	۳۵-۱۱-۷۶
۵۸-	براءت اللہ	شمس خان	میزک	۳۵-۱۱-۷۶
۵۹-	بلار خان	مکمل حسن	میزک	۳۵-۱۱-۷۶
۶۰-	دیدار علی	الشوفہ	میزک	۳۵-۱۱-۷۶

۳۲	میں خان	ساقی علی	۱۳
۳۳	طایی فیروزان	بالمت علی	۳۲
۳۴	افقر حسین	دادرخ	کوک
۳۵	کل حسن	رول	بڑک
۳۶	علی حسن	رول	بڑک
۳۷	امیر خان (اسعد رملي) سلطانخان	رول	بڑک
۳۸	عارف علی (انشر بیرون کرائے)	رول	بڑک
۳۹	بلخان	بڑک علی	بڑک
۴۰	الشدریا	F.S.C	بڑک
۴۱	علی حیدر	رول	بڑک
۴۲	گورنمنٹ	رول	بڑک
۴۳	شاه بخش	رول	بڑک
۴۴	سرداری خان	رول	بڑک
۴۵	خادم علی	رول	بڑک
۴۶	خوبصورت	رول	بڑک
۴۷	خوبصورت خان	رول	بڑک

نقشه بھر تی شدہ ملازمین دوسرک نصیر آباد پوس سال ۱۹۹۸ء

نمبر شار	نام لازم	ردت	تعیم	تاریخ نمونی	لوگل ڈوبائل	ملع
۱	غلام احمد	غلام احمد	بذرک	۰۵-۰۴-۰۷	لوگل	ملع نصیر آباد
۲	احمد محمد	محمد مندان	بذرک	۰۵-۰۴-۰۷	لوگل	ملع کچھ بولان
۳	اختر محمد	حسین خان	بذرک	۰۵-۰۴-۰۷	لوگل	ملع پچھی بولان
۴	محمد اسلام	علی بخش	بذرک	۰۵-۰۴-۰۷	لوگل	ملع نصیر آباد
۵	کرم خان	الله آندره	بذرک	۰۵-۰۴-۰۷	لوگل	ملع نصیر آباد
۶	شiamoح	خان محمد	بذرک	۰۵-۰۴-۰۷	لوگل	ملع جعفر آباد
۷	عبدالعزیز	احمد محمد	بذرک	۰۵-۰۴-۰۷	لوگل	ملع نصیر آباد
۸	رحمن گل	عاصم الدین	بذرک	۰۵-۰۴-۰۷	لوگل	ملع جعفر آباد
۹	محمد ابر	عبدالله	EA	۰۵-۰۴-۰۷	لوگل	ملع نصیر آباد

۱۰	پرالیں	جہاد	کول	ملع نصیر آباد
۱۱	عہد اپنے	لاریں	کول نسیں	ملع جعفر آباد
۱۲	سرین	لاریں	کول نسیں	ملع فتح آباد
۱۳	بڑک	لاریں	کول	ملع فتح آباد
۱۴	بڑک	لاریں	کول	ملع کھوی بالاں
۱۵	کراچی	لاریں	کول	ملع فتح آباد
۱۶	کراچی	لاریں	کول	ملع کھوی بالاں
۱۷	کراچی	لاریں	کول	ملع کھوی بالاں
۱۸	کراچی	لاریں	کول	ملع کھوی بالاں
۱۹	کراچی	لاریں	کول	ملع کھوی بالاں
۲۰	مبل	لاریں	کول	ملع کھوی بالاں
۲۱	بڑک	لاریں	کول	ملع کھوی بالاں
۲۲	عہدت حسین شاہ	لاریں	کام علی شاہ	ملع کھوی بالاں

۷۴- خروج	غلام حیدر	مل
۷۳- رخواز	محمد پیل	مل
۷۲- امداد علی	صلی خان	مل
۷۱- غلام حیدر	حضور بخش	مل
۷۰- شارت علی	حکم علی شاہ	مل
۶۹- گل شاہ	دولت شاہ	مل
۶۸- غلام محمد	جنیظا اللہ	مل
۶۷- میرزا شاہ	عبد الرحمن شاہ	میرزا
۶۶- محمد نور	محمد صدیق	مل
۶۵- غلام سرور	سندھ خان	مل
۶۴- امداد حسین	غلام علی	مل
۶۳- غلام محمد	محمد عثمان	مل
۶۲- امداد علی	غلام علی بولان	مل
۶۱- غلام محمد	شمع جعل مگنی	مل
۶۰- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۵۹- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۵۸- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۵۷- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۵۶- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۵۵- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۵۴- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۵۳- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۵۲- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۵۱- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۵۰- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۴۹- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۴۸- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۴۷- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۴۶- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۴۵- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۴۴- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۴۳- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۴۲- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۴۱- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۴۰- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۳۹- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۳۸- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۳۷- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۳۶- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۳۵- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۳۴- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۳۳- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۳۲- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۳۱- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۳۰- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۲۹- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۲۸- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۲۷- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۲۶- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۲۵- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۲۴- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۲۳- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۲۲- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۲۱- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۲۰- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۱۹- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۱۸- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۱۷- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۱۶- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۱۵- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۱۴- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۱۳- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۱۲- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۱۱- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۱۰- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۹- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۸- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۷- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۶- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۵- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۴- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۳- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۲- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل
۱- امداد علی	شمع فسیر آباد	مل

۵۸	غلام معنطانی	خیال خان	صلح جمل کسی	لوک نہیں	۳۶-۳-۹۲
۵۹	محمد رمضان	مررت خان	صلح بولان	لوک نہیں	۳۶-۳-۹۳
۶۰	پیرام	پیرمی	صلح جفر آبد	لوک نہیں	۳۶-۵-۹۳
۶۱	فوارا شد	عبدالی	صلح نصر آبد	لوک نہیں	۳۶-۵-۹۴
۶۲	بل	بل	صلح بھی بولان	لوک نہیں	۳۶-۳-۹۴
۶۳	بیڑ	بیڑ	صلح جفر آبد	لوک نہیں	۳۶-۳-۹۵
۶۴	بل	بل	صلح جمل کسی	لوک نہیں	۳۶-۳-۹۶
۶۵	بیڑ	بیڑ	صلح جمل کسی	لوک نہیں	۳۶-۳-۹۷
۶۶	عرض محمد	حاجی مدیر خان	صلح بھی بولان	لوک نہیں	۳۶-۳-۹۸
۶۷	زوروز خان	محمد خان	صلح جمل کسی	لوک نہیں	۳۶-۳-۹۹
۶۸	سائیں پیش	جیدا حکیم	صلح جفر آبد	لوک نہیں	۳۶-۳-۱۰۰
۶۹	بیڑ خان	بیڑ خان	صلح نصر آبد	لوک نہیں	۳۶-۳-۱۰۱
۷۰	بیڑ	بیڑ	صلح جمل کسی	لوک نہیں	۳۶-۳-۱۰۲
۷۱	بل	بل	صلح جمل کسی	لوک نہیں	۳۶-۳-۱۰۳
۷۲	جبیب اللہ	فروخت	صلح کوئی	لوک نہیں	۳۶-۳-۱۰۴
۷۳	ذوق اشاری	غلام رسول	صلح جفر آبد	لوک نہیں	۳۶-۳-۱۰۵
۷۴	اوریلی	میرمود	صلح جفر آبد	لوک نہیں	۳۶-۳-۱۰۶

۵۷- محمد بخش	کمال خان	مل
۵۸- ممتاز علی	الشدریا	مل
۵۹- سید مرعلی	گرام خان	مل
۶۰- نصریون	ابو بکر	پیرک
۶۱- الشد ولیا	نصر الدین	مل
۶۲- عبد العالیار	محمد محمد	مل
۶۳- الشذوذ	محمد خان	پیرک
۶۴- سوران	جهنم خان	پیرک
۶۵- گزار حسین	محمد بک	پیرک
۶۶- کمپور خان	درلار	پیرک
۶۷- عید الفطر	دین محمد	پیرک
۶۸- و زیر علی	محمد رمضان	مل

۹۳-	لیاقت علی	غلام قادر	غلام محمد	غمنوں
۹۴-	پونک	پونک	پونک	پونک
۹۵-	پونک	پونک	پونک	پونک
۹۶-	پونک	پونک	پونک	پونک
۹۷-	پونک	پونک	پونک	پونک
۹۸-	پونک	پونک	پونک	پونک
۹۹-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۰۰-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۰۱-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۰۲-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۰۳-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۰۴-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۰۵-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۰۶-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۰۷-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۰۸-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۰۹-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۱۰-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۱۱-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۱۲-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۱۳-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۱۴-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۱۵-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۱۶-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۱۷-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۱۸-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۱۹-	پونک	پونک	پونک	پونک
۱۲۰-	پونک	پونک	پونک	پونک

۱۶۴	عبدالله	نیز	ملک کوٹ	ملح جنگ آباد
۷۳۰	علامین	خیبر	ملح برسان	ملح نسیر آباد
۷۴۱	اقا	ستاب علی	لوک نیں	ملح عین اسد
۷۴۲	بیڑک	آتاب علی	لوک نیں	ملح برسان
۷۴۳	بیڑک	بیدا کیم	لوک نیں	ملح برسان
۷۴۴	بیڑک	عوعلی	لوک نیں	ملح برسان
۷۴۵	بیڑک	حکم علی	لوک نیں	ملح برسان
۷۴۶	بیڑک	عیدار حسن	لوک نیں	ملح برسان
۷۴۷	بیڑک	فضل خان	لوک نیں	ملح برسان
۷۴۸	بیڑک	عید الفخر شاه	لوک نیں	ملح برسان
۷۴۹	بیڑک	علی مار	لوک نیں	ملح برسان
۷۵۰	بیڑک	وزفالعلی	لوک نیں	ملح برسان
۷۵۱	بیڑک	بیٹے	لوک نیں	ملح برسان
۷۵۲	بیڑک	ایف اے	لوک نیں	ملح برسان
۷۵۳	بیڑک	نڈ	لوک نیں	ملح برسان

X ॥ ڈاکٹر سردار محمد حسین :- کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں
مے کے

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بی بی اے کے اہلکاروں کو ۶ جولائی ۱۹۹۳ء کو بوسٹان سے
اغوا کیا گیا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان کی ہمازیابی کے لئے حکومت نے کیا
اتدام کیا ہے۔ تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔

وزیر داخلہ :- یہ درست ہے کہ بی بی اے کے سات ملازمین کو ملاسلام رائی نے ۶
جولائی ۱۹۹۳ء کو اغوا کیا تھا۔ ان افراد کی رہائی کے لئے صوبائی اور مرکزی حکومتیں کوشش
کر رہی ہیں۔ جوہائی سطح پر ملاسلام رائی پر دباؤ ڈالنے کے لئے کارروائی کی جا رہی ہے۔ جس
میں مشتبہ افراد کی گرفتاری اور پوچھ چکھ شامل ہے۔ چونکہ اغوا شدہ افراد کو افغانستان لے
جایا گیا ہے اس لئے مرکزی حکومت بھی پوری طرح سرگرم ہے۔ وزارت خارجہ اور دیگر
مرکزی ادارے اپنے اپنے دائرہ اختیار میں کام کر رہے ہیں اور افغان حکومت سے رابطہ کے
علاوہ مختلف تنظیموں پر بھی دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ مختلف کوششوں کے نتیجے میں بی بی اے کے دو
ملازمین ریاض حسین اور عطاء اللہ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۹۳ء کو پاکستان واپس آئے باقی ماندہ افراد
کے لئے کوششیں جاری ہیں۔

جناب اسپیکر :- سوال نمبر ۱۰ ڈاکٹر سردار حسین صاحب دریافت فرمائیں گے۔

وزیر داخلہ :- جناب اسپیکر جواب تھم نے پیش کر دیا ہے۔ کوئی غصی سوال ہے؟

ڈاکٹر سردار حسین :- جناب اسپیکر اور صاحب سے ہم جواب سننا چاہتے ہیں۔
اس لئے وہ پڑھ کر سنادیں۔ (وزیر موصوف نے جواب پڑھنا شروع کر دیا)

وزیر داخلہ :- جواب آپ کے سامنے ہے۔ البتہ اگر آپ میرا امتحان یعنی ہائی ہیں

قادر ہاتھے۔

جناب اسٹیکر : آپ پر میں جی اجنب آپ سے کہا گیا ہے تو آپ پر میں۔ (دریں)
وائلہ نے جواب پر عناد شروع کیا) اسی دوران۔

ڈاکٹر سردار حسین : لیک ہے جی اہم خود دیکھ لیں گے اور ٹھنی سوال کریں
گے۔

وزیر داخلہ : میں پڑھ لیتا ہوں بڑی کوشش کی ہے آپ کے خاطر۔

ڈاکٹر سردار محمد حسین : جناب اسٹیکر صاحب اور صاحب نے ایک جواب
لکھوا کرنا ہے لیکن چہ ہولائی ۱۹۹۳ء کی بات ہے لہکہ اب ایک سال ہو گیا ہے لیکن ایک سال
میں کیا پیش رفت ہوئی ہے۔ یہ مجھے معلوم ہے۔ ملارکنی کے خلاف یہ چار جزویں ہیں۔ لہکہ
ذی سی زیارت کا اغواہ بھی ہوا ہے۔ مجھے ذرا اس بارے میں بھی تفصیل بتائیں کہ اب تک
کیا پیش رفت ہوئی ہے؟
اجھی بات ہے۔

وزیر داخلہ : کم از کم آپ کو اس واقعہ کا پس منظر تو پڑھو گا کہ جب ایک رفعہ کوئی
ہادر کے اس پار چلا جائے تو یہ نیڈرل گورنمنٹ کا مسئلہ بن جاتا ہے اور ہم نیڈرل گورنمنٹ
کے ساتھ کافی تعاون کر رہے ہیں اور ہم ان کی ہدایات پر کافی عمل کر رہے ہیں۔ تاہم کافی ایسے
معاملات ہوتی ہیں جن میں براہ راست مداخلت نہیں کر سکتے ہیں۔ ہمارا ان کے ساتھ رابطہ
ہستور چاری ہے اور اس کے علاوہ آپ افغانستان کی صورت حال سے بھی بخوبی واتفاق ہیں
کہ وہاں حکومت موجود نہیں ہے لہکہ ملٹف گرد پ ہیں اب ان میں سے کس گروہ سے ہم
بات کریں۔ تاہم اگر آپ کے پاس کوئی اجھی تجویز ہے تو آپ ضرور ہمیں اپنی تجویز دیں ہم
اس پر بھی غور کریں گے۔

ڈاکٹر سردار حسین : جناب اسٹیکر اجسما کہ ذی سی زیارت کا مسئلہ ہے۔

جناب اسٹیکر : - واکٹر صاحب متعلقہ سوال پر ہی سلیمانی کو اسجن کریں۔
ڈاکٹر سردار حسین : - جناب والا! میں اس نام پر آ رہا ہوں۔ چلو وہ تو سیریس مسئلہ ہے۔ یعنی جناب یہ دہاں مزدور تھے۔ میرے خیال میں ان کے لئے انسوں نے کوئی کندھیں نہیں رکھی ہے۔ میں یہی وضاحت چاہتا ہوں کہ اگر کوئی کندھیں ہے تو آپ اس کی وضاحت کریں۔ اگر کندھیں نہیں ہے تو ہذا ہماری آپ ان معدود لوگوں سے راہلہ کریں جو ہاردار ہی رہتے ہیں اور کوئی اپہار اعلیٰ کر کے کوئی ایسا ہیں رفت کریں تاکہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر خزانہ) : - جناب والا! ہم معدود رکن سے در طاہست کرتے ہیں کہ یہ بھی بوجھتالی ہونے کے حساب سے اور اس پارلیمنٹ کے نہر ہونے کے حساب سے ان پر بھی یہ فرض فائدہ ہوتا ہے وہ کوشش کریں اگر وہ سکتے ہیں کہ ہم سیریس نہیں ہیں۔ ابھی تک توفیق رمل گورنمنٹ بھی ناکام رہی ہے۔

ڈاکٹر سردار حسین : - جناب اسٹیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ جعفر خان مندو خیل صاحب اس مسئلہ پر آ جائے۔ کیونکہ وہ ماشاء اللہ بت اکٹو Active ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک اکٹو Active آدمی کو آنا چاہے۔ تاکہ مسئلہ حل ہو جائے۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) : - جناب والا! ملا سے پڑا مولوی ہوتا ہے تو ہم مولویوں سے ریکوویٹ کرتے ہیں وہ ملا کو بلا۔

مولانا عبد الواسع : - جناب والا! یہ مولویوں والا ملائنیں ہے۔ یہ دوسروں کا ملا ہے۔

جناب اسٹیکر : - واکٹر صاحب نو سکفن پلینز No discussion please سوال فبرا ۱۷ سردار میرجا کر خان ڈوکی کا ہے۔

X ۱۳۱ سردار میرجا کر خان ڈوکی : - کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع

فرمائیں گے کہ

(الف) سال ۱۹۹۰ء سے اب تک کل کس قدر لیوین ملازمین ریٹائر اور کتنے مستحق ہوچکے ہیں۔

(ب) سال ۱۹۹۰ء سے اب تک ضلع نصیر آباد اور سبی ڈویژن میں کل کس قدر لیوین ملازمین بھرتی ہوئے ہیں اور یہ بھرتیاں کن کن تحصیلوں میں ہوئی ہیں۔ بھرتی شدہ افراد کے نام اور شاخنی کارڈ نمبروں کی تفصیل دی جائے۔

جناب اسپیکر :- سوال نمبر ۱۲ سردار میر چاکر خان ڈوکی۔ (تشریف نہیں لائے تھے)

جناب اسپیکر :- سوال نمبر ۱۳ سردار میر چاکر خان ڈوکی۔ (تشریف نہیں لائے تھے)

جناب اسپیکر :- سوال نمبر ۱۴ سردار میر چاکر خان ڈوکی۔ (تشریف نہیں لائے تھے)

X ۱۲۲ سردار میر چاکر خان ڈوکی :- کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مکمل لیوین میں ۶۰ سال سے زائد عمر کے افراد کام کر رہے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو ان کے ناموں کی تفصیل دی جائے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے نصیر آباد ڈویژن میں کچھ لیوین عمدیدار ریٹائرمنٹ کے بعد بھی ملازمت کر رہے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو وجہ تلاشی جائے۔

وزیر داخلہ :- سال ۱۹۹۰ء سے اب تک سبی ڈویژن اور نصیر آباد ڈویژن میں ۵۵ لیوین ملازم ریٹائر اور ۱۲ لیوین ملازمین مستحق ہوچکے ہیں۔

سال ۱۹۹۰ء سے اب تک ضلع نصیر آباد اور سبی ڈویژن میں بھرتی ہونے والے لیوین

ملازمین کی تعداد درج ذیل ہے۔

- ۱۔ سبی ڈویژن ॥
۲۔ ضلع نصیر آباد ۷۹

ان لیویز ملازمین کی فہرست الف ہذا ہے۔ بھرتی شدہ افراد کے شناختی کارڈ کے نمبروں کی تفصیل کا تعلق ہے۔ اس بارے میں متعلقہ حکام کو ہدایت جاری کرو گئی ہے۔ موصول ہونے پر پیش کرو گئے گی۔

ضلع نصیر آباد اور سبی ڈویژن میں بھرتی ہونے والے لیویز ملازمین کی تفصیل۔

۱۔ ضلع نصیر آباد

نمبر شمار	نام لیویز ملازمین	عمرہ	تحصیل
۱	مندوست ولد ہزار خان	افغان	ڈیرہ مراد جمالی
۲	سکندر خان ولد اللہ درا	سوار	ڈیرہ مراد جمالی
۳	محمد اکبر ولد شیردل	سوار	ڈیرہ مراد جمالی
۴	منظور احمد ولد ابراہیم	سوار	ڈیرہ مراد جمالی
۵	ستھار ولد جان محمد	سوار	ڈیرہ مراد جمالی
۶	دھنی بخش ولد حضور بخش	سوار	چھتر
۷	بہادر شاہ ولد نادر شاہ	سوار	چھتر
۸	محمد بشیر ولد بہادر	سوار	چھتر
۹	حسین شاہ ولد نبی شاہ	سوار	چھتر
۱۰	الله بخش ولد بہادر خان	سوار	ڈیرہ مراد جمالی
۱۱	محبوب شاہ ولد حسین شاہ	سوار	ڈیرہ مراد جمالی

سوار	ڈیرہ مراد جمالی	شہباز خان ولد جعفر خان	-۱۲
سرافی	ڈی ایم جمالی	نیاز علی ولد نست علی	-۱۳
سرافی	ڈی ایم جمالی	ہزار خان ولد محمد بخش	-۱۴
سرافی	ڈی ایم جمالی	غلام قادر ولد اللہ بخش	-۱۵
سوار	تبہو	عبداللہ ولد تور خان	-۱۶
سوار	تبہو	محمد امکل ولد نور محمد	-۱۷
سوار	تبہو	لغل محمد ولد حاجی خان	-۱۸
سوار	تبہو	لیاقت علی ولد شیردل	-۱۹
سوار	ڈی ایم جمالی	خان محمد ولد رہان خان	-۲۰
سوار	تبہو	عرض محمد ولد حاجی خان	-۲۱
سوار	ڈیرہ مراد جمالی	علی گور ولد چنہ خان	-۲۲
سوار	چھتر	نذری احمد ولد سجاول شاہ	-۲۳
سوار	ڈیرہ مراد جمالی	عبدالجید ولد لعل جان	-۲۴
سوار	ڈیرہ مراد جمالی	علی مراد ولد سائیں بخش	-۲۵
سوار	تبہو	خالق داد ولد غلام حیدر	-۲۶
سوار	ڈی ایم جمالی	دین محمد ولد حمد خان	-۲۷
سوار	ڈی ایم جمالی	غلام محمد ولد مراد بخش	-۲۸
سوار	چھتر	بیشراحمد ولد کمال خان	-۲۹

صلع سبی

ساٹکل سوار سبی	عبدالجید ولد محمد امکل	-۱
پیارہ ہنائی	کالا خان ولد محمود خان	-۲
پیارہ سبی	ہاشم خان ولد حاجی کبیر خان	-۳

- ۴- گل محمد ولد مزار خان
پیارہ سبی
- ۵- مولا علیش ولد احمد خان
پیارہ سبی

۳- زیارت

- | | | |
|---------|-------------|----|
| پیارہ | مهدالله خان | -۱ |
| رسالدار | غازی خان | -۲ |
| پیارہ | صہیب اللہ | -۳ |
| جعدار | مہداقالق | -۴ |
| پیارہ | گلستان خان | -۵ |

۴- کوھلو

- | | | |
|--------|------------|----|
| دفعدار | محمد اقبال | -۱ |
| | ڈیرہ بکٹی | -۵ |
| | کوئی نہیں۔ | -۶ |

سائھ سال سے زائد عمر کے لیویز ملاز میں کی فہرست ذیل ہے

۱- ضلع زیارت

- | | | |
|-------------|-----------|----|
| رسالدار بہر | مہد الصمد | -۱ |
| جعدار | علی محمد | -۲ |
| حوالدار | میاں خان | -۳ |
| سوار | بولان | -۴ |
| پیارہ | غازی خان | -۵ |
| پیارہ | مہداواحد | -۶ |

سائیکل سوار	محمد شاه	-۷
جعدار	نیروز خان	-۸
پیارہ	ولی محمد	-۹
حوالدار	فیض محمد	-۱۰
پیارہ	آزم خان	-۱۱

-۲ ضلع سبی

دفعدار	حاجی شاهزادار	-۱
دفعدار	ملخان	-۲
پیارہ	حاجی اسماعیل شاه	-۳
پیارہ	جنگل	-۴
پیارہ	جان محمد	-۵
پیارہ	سید خان	-۶
پیارہ	قادر بخش	-۷
پیارہ	حاجی سید خان	-۸
پیارہ	جلال	-۹
پیارہ	سید محمد	-۱۰
پیارہ	حاجی گران	-۱۱
پیارہ	حاجی ٹکاری	-۱۲
پیارہ	محمد نور	-۱۳
پیارہ	داحد بخش	-۱۴
پیارہ	جان محمد	-۱۵
پیارہ	مرت خان	-۱۶

پیارہ	عبد القادر	-۱۷
پیارہ	بند علی	-۱۸
پیارہ	محمد عظیم	-۱۹
پیارہ	محمد عالم	-۲۰

۳۔ ضلع پشین

خاصیدار	فضل کرم	-۱
سوار	شیر محمد	-۲
سپاہی	محمد شاہ	-۳
سپاہی	خداۓ نظر	-۴
سپاہی	باران	-۵
سپاہی	مراد خان	-۶
سپاہی	قطب	-۷
سپاہی	جھنگ	-۸
سپاہی	زر غون	-۹
سپاہی	دارون	-۱۰
سپاہی	ولہام	-۱۱
حوالدار	ملک اللہ دار	-۱۲
سپاہی	پایو	-۱۳
دفعدار	عبد الحمید	-۱۴
سپاہی	سالد	-۱۵
سپاہی	محمد شاہ	-۱۶
سپاہی	عبد اللہ جان	-۱۷

سپاهی	محمد کبیر	-۱۸
سپاهی	محمد داود	-۱۹
سپاهی	حاجی عبدالعلی	-۲۰
سپاهی	ولی داد	-۲۱
دفعدار	محمد اللہ	-۲۲
سوار	امام داد	-۲۳
سپاهی	ملک غلام محمد	-۲۴
سپاهی	فضل محمد	-۲۵
سپاهی	ملک محمد عیسیٰ	-۲۶
سپاهی	فضل محمد	-۲۷
سپاهی	علی جان	-۲۸
سپاهی	بولان	-۲۹
سپاهی	محی الدین	-۳۰
سراغنی	فیض محمد	-۳۱
سپاهی	جمال شاہ	-۳۲
سپاهی	محمد طیم	-۳۳
سپاهی	عبد الحمید	-۳۴
سپاهی	نیک محمد	-۳۵
سپاهی	نیک محمد	-۳۶
سپاهی	فروز	-۳۷
سپاهی	خدا نیداد	-۳۸
سوار	شیر علی	-۳۹

سپاهی	بور محمد	-۳۰
سپاهی	محمد اعظم	-۳۱
سپاهی	عرض محمد	-۳۲
سپاهی	محمد طریف	-۳۳
سپاهی	شلالی	-۳۴
سپاهی	دست محمد	-۳۵
سوار	محمد ایوب	-۳۶
سپاهی	محمد ایوب سوار	-۳۷
سپاهی	عبدالحمدید	-۳۸
سپاهی	عبدالخالق	-۳۹
سراغی	گل محمد	-۴۰
سائکل سوار	عبدالخالق	-۴۱
سوار	عبدالغفور	-۴۲
سپاهی	محمد حسن	-۴۳
سپاهی	محمد نعیم	-۴۴
خاکروب	رام پیاری	-۴۵
سپاهی	عبدالقدوس	-۴۶
سوار	جهد خان	-۴۷

۳- ضلع چاغنی

- ۱- حاجی محمد رحیم
- ۲- سفرخان
- ۳- حاجی خالق داد
- ۴- کرم بخش
- ۵- محمد افضل
- ۶- محمد ایوب

- ۸- شادی خان ۷- غلام رسول
 ۹- حاجی خان ۹- مید محمد
 ۱۰- اللہ دار ۱۰- نعیم محمد خان
 ۱۱- منگ ۱۱- علی محمد
 ۱۲- محمد نور ۱۲- عبد الرشید
 ۱۳- محمد شریف ۱۳- عبد الرحیم
 ۱۴- رسول بخش ۱۴- رسول بخش

۵- ضلع قلعہ سیف اللہ

- ۱- خدا نیار ۱- فیض محمد
 ۲- خدا نیار ۲- نیک محمد
 ۳- پراہو ۳- حبیب محمد
 ۴- محمد اعظم ۴- حبیب نور محمد
 ۵- محمد علی ۵- امیر محمد
 ۶- سکر محمد ۶- شیر علی
 ۷- محمد دین ۷- محمد کوہاٹی
 ۸- محمد علی ۸- محمد کبیر

۶- ضلع ذریہ بگٹی

- | | |
|-------|------------------|
| جحدار | ۱- حاجی میاں خان |
| سوار | ۲- محمد حسین |
| سوار | ۳- جادہ خان |
| حوالہ | ۴- رحیم بخش |
| | ۵- سالدار خان |

سوار	شہزاد خان	-۶
دفعدار	ولیں ہاں	-۷
سوار	جان محمد	-۸
حوالدار	حاجی امیر خان	-۹
سوار	حاجی وشدل	-۱۰
پیادہ	ہزار کان	-۱۱
پیادہ	بالاچ خان	-۱۲
پیادہ	زر خان	-۱۳
پیادہ	سبز علی	-۱۴
سوار	گل شیر	-۱۵
دفعدار	حاجی رتمل خان	-۱۶
سوار	محمد بخش	-۱۷
رسالدار	حاجی مٹھا خان	-۱۸
جعڈار	دل مراد خان	-۱۹
سوار	رحمل	-۲۰
پیادہ	جوان سال	-۲۱
جعڈار	داد محمد	-۲۲
سوار	نور محمد	-۲۳

۷- ژوب ڈویٹن

دفعدار	محمد علی	-۱
دفعدار	شیر محمد	-۲
سوار	کمال خان	-۳

سوار	حاجی نور محمد	-۲
سوار	نصیر خان	-۵
سوار	طور خیل	-۶
سوار	اختر محمد	-۷
سوار	حاجی خان جهان	-۸
پیادہ	محمد دین	-۹
جعدار	محمد رضا	-۱۰
دفعدار	ملک کمال خان	-۱۱
محمر	غلام نبی	-۱۲
محمر	فقیر محمد	-۱۳
حوالدار	یار محمد	-۱۴
سوار	پانچکل لوئی	-۱۵
پیادہ	بابو خان	-۱۶
سوار	سلام شاہ	-۱۷
پیادہ	تاج محمد	-۱۸
پیادہ	حاجی کوڑا خان	-۱۹
پیادہ	ظہیر خان	-۲۰
پیادہ	حاجی شہباز خان	-۲۱
جعدار	روشن	-۲۲
جعدار	دوران	-۲۳
جعدار	خدا تیماد	-۲۴
سوار	حیات خان	-۲۵

سوار	محمد جان	-۳۶
پیادہ	باز محمد	-۲۷
پیادہ	محمد عمر	-۲۸
پیادہ	سلطان	-۲۹
محرر	امان اللہ	-۳۰
محرر	محمد اسلم	-۳۱
محرر	حق نواز	-۳۲
پیادہ	جان محمد حسینی	-۳۳
پیادہ	سلطان	-۳۴
سوار	رسول بخش	-۳۵
پیادہ	باز محمد	-۳۶

ضلع کوئٹہ

ایک	رسالدار میر	-۱
پانچ	جعدار	-۲
ایک	وفد اور	-۳
اٹھارہ	سپاہی / پیادہ	-۴
ایک	محرر	-۵
ایک	خاکروب	-۶

لیویز ملازمین کے نام نہیں دیئے گئے۔

X ۱۳۶ سردار میر چاکر خان ڈوکی :- کیا وزیر امور داخلہ از راہ کرم

مطلع فرمائیں گے کہ

کیا یہ درست ہے کہ ریلوے لیوریز میں تعینات لیوریز سپاہی تحصیلوں میں کام کر رہے ہیں اور تحصیلوں کے لیوریز سپاہی ریلوے میں ذیوٹی دے رہے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس قسم کے کل کتنے لیوریز سپاہی ہیں جو کہ اپنی تقریب کی پوسٹوں سے ہٹا کر دوسرے پوسٹوں پر کام کر رہے ہیں۔

وزیر داخلہ :- ضلع بولان کے علاوہ کسی اور ضلع میں ریلوے لیوریز طازمین کو تحصیلوں میں اور تحصیلوں کے لیوریز طازمین کو ریلوے لیوریز میں تعینات نہیں کیا کیا ہے۔ ضلع بولان میں ریلوے لیوریز سپاہیوں کی منظور شدہ تعداد ۱۳۲ ہے۔ جن کی تنخواہ مکملہ ریلوے صوبائی حکومت کے ذریعے ادا کرتا ہے اور یہ انتظامی طور پر اسنٹ کمشنچے کے ماتحت ہے۔ یہ ریلوے لیوریز طازمین ریلوے لائنوں، سرگاؤں، پلوں اور ریلوے کے دیگر تسبیبات کی حفاظت کرتے ہیں۔ ریلوے لیوریز کے (۲۰) سپاہیوں کو انتظامی وجوہات کی بناء پر مجھے تحصیل کے مختلف لیوریز تھانوں میں تعینات کیا گیا ہے جہاں سے اتنی ہی تعداد میں لیوریز سپاہی کو ریلوے تسبیبات پر تعینات کیا گیا ہے۔

X ۷۳ سردار میر چاکر خان ڈو مکی :- کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ اس وقت صوبہ میں کس قدر لیوریز طازمین از قسم جمدار، دلحدار، حوالدار جن کی مدت ملازمت (تاریخ ریہائزمنٹ) فتح ہو چکی ہے لیکن وہ ابھی تک سرکاری ذیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ ان طازمین لیوریز کے نام اور تاریخ تقریب کی تفصیل دی جائے۔

وزیر داخلہ :- صوبائی لیوریز میں اپنے کوئی جمدار، دلحدار، حوالدار نہیں ہیں جو اپنی مدت ملازمت (تاریخ ریہائزمنٹ) ہو جانے کے بعد بھی طازمین پر فائز ہوں۔ چونکہ صوبائی لیوریز کو کم جولا کی ۱۹۸۶ء سے باقاعدہ سروس بنا دی گئی ہے۔ ۱۹۹۰ء سے اس سروس کے قواعدہ انضباط بھی سرکاری نوٹیفیکشن کے ذریعے شائع ہو چکے ہیں۔ اس لئے دیگر صوبائی طازمتوں کی

طرح صوبائی لیویز کے مازین کو بھی سانحہ سال کی عمر کو چھٹپتے پر مازمت سے ریٹائر کر دیا جاتا ہے۔ البتہ وفاقی لیویز میں چونکہ مازمت ختم ہونے کی کوئی مدت نہیں ہے اور وہ ہی کوئی ریٹائر مدت کی تاریخ مقرر ہے لہذا ان کی مازمت غیر معینہ مدت کے لئے جاری رہتی ہے۔

میر ظہور خان کھوسہ :- (پاؤٹ آف آرڈر) اسپیکر صاحب! میرے تین کواسجن Question تھے۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے متعلق میں نے ڈیڑھ ماہ پہلے نوٹس دیا تھا۔ میرے تینوں کو اسجن نہیں آئے ہیں۔ اس کی وجہ بتلائی جائے۔

مولانا عبد الباری :- جناب والا! میں نے بھی بہت دن پہلے سوالات دیئے تھے وہ پہ نہیں کہاں عاتب ہو گئے۔

جناب اسپیکر :- وہ بروقت نہیں ملے ہوں گے۔

میر ظہور خان کھوسہ :- جناب والا! ڈیڑھ ماہ پہلے بھیجی تھے۔ جب کہ سوالات کا نوٹس اسیبلی کے اجلاس سے پندرہ روز پہلے دیا جاتا ہے۔ میں نے یہ سوالات ڈیڑھ ماہ پہلے بھیجی تھے اور اس کا نوٹس دیا تھا۔

مولانا عبد الباری :- جناب والا! کیا ہمارے سوالات بھی ملاسلام رائٹی نے اغوا کئے ہیں۔

جناب اسپیکر :- آپ کے سوالات کے بارے میں آپ کو بعد میں اطلاع دی جائے گی۔ آپ کے سوالات دوسری تاریخوں میں آرہے ہیں۔

میر ظہور خان کھوسہ :- جناب والا! اشکریہ

جناب اسپیکر :- لیکن اگر یہ حال رہا سوال کشندہ کا کہ وہ موجود نہ رہے تو پھر ان سوالات کا کرنے کا فائدہ نہیں ہو گا۔ رخصت کی درخواستیں اگر ہوں تو سیکریٹری اسیبلی پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

اختر حسین (سکریٹری اسمبلی) :- سردار نواب خان تین آج علیل ہیں۔ انسوں نے آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

سکریٹری اسمبلی :- میر طارق محمود کھیتان وزیر بہود آبادی نے ذاتی مصروفیت کی بناء پر ۲۷ جون سے ۳۰ جون تک رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

سکریٹری اسمبلی :- میر خان محمد جمالی وزیر خوارک نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر ۲۹ جون سے ۲۹ جون تک رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

سکریٹری اسمبلی :- مولوی عطاء اللہ صاحب نے ذاتی مصروفیت کی بناء پر آج کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

سید شیر جان بلوج : - جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں دوں نمبر ۵۵ کے تحت اتحاق کا یہ نوٹ رکھتا ہوں۔

تحریک یہ ہے کہ گزشتہ اسیلی اجلاس میں جب میں نے وزیر فخر زے یہ سوال کیا تھا کہ محکمہ فخر زد فش ہاربر اخوارثی پسندی میں کتنے لوگوں کو نوکریوں سے فارغ کیا گیا؟

سوال و پنی سوال و جوابات کے بعد اس ایوان نے وزیر موصوف کے کئے پر یہ فیصلہ کہ ایک نجی برائے اکواڑی مقرر کی جاتی ہے۔ لیکن تاحل کوئی نجی مقرر نہیں کیا گیا۔ بلکہ متعلقہ وزیر صاحب نے علاقہ پرستی کا ثبوت دے کر پسندی کے مقامی لوگوں کو بے روزگار کیا۔ مگر ہنچکوڑ دوسرے علاقے سے ۱۲ آدمیوں کو از سرتو تقدیر کیا۔ اس اقدام سے نہ صرف میرا استحقاق بمحروم ہوا بلکہ پورے ایوان کے فیملے کامیابی اڑایا گیا۔ لہذا اسیلی کی کارروائی روک کر اس مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر : - تحریک اتحاق جو پیش کی گئی یہ ہے کہ میں دوں نمبر ۵۵ کے تحت اتحاق کا یہ نوٹ رکھتا ہوں۔

تحریک یہ ہے کہ گزشتہ اسیلی اجلاس میں کتنے لوگوں کو نوکریوں سے فارغ کیا گیا؟

سوال و پنی سوال و جوابات کے بعد اس ایوان نے وزیر موصوف کے کئے پر یہ فیصلہ کہ ایک نجی برائے اکواڑی مقرر کی جاتی ہے۔ لیکن تاحل کوئی نجی مقرر نہیں کیا گیا۔ بلکہ متعلقہ وزیر صاحب نے علاقہ پرستی کا ثبوت دے کر پسندی کے مقامی لوگوں کو بے روزگار کیا۔ مگر ہنچکوڑ دوسرے علاقے سے ۱۲ آدمیوں کو از سرتو تقدیر کیا۔ اس اقدام سے نہ صرف میرا استحقاق بمحروم ہوا بلکہ پورے ایوان کے فیملے کامیابی اڑایا گیا۔ لہذا اسیلی کی کارروائی روک کر اس مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر : - آپ اس کی ایڈی میزاں لٹھی پر بات کریں۔

سید شیر جان بلوج :- جناب اپنیکارا ہم حزب اختلاف والے پہلے ہی اپنارونا اس اسمبلی میں روتے ہیں۔ تاکہ ہمیں وہاں سے نہیں تو یہاں سے اضافہ میا ہو سکے۔ جب یہاں پر بھی کوئی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ جو مقرر کرنے کے لئے تو اس پر عمل نہیں ہوتا اور ہوتا یہ ہے کہ اسے پنڈنگ Pending میں ڈال کر اپنے طریقہ کاریا جو کچھ ہوا اسے آگے بڑھایا جاتا ہے۔ اس لئے یہاں پر جو اقدامات ہوتے ہیں یا جو فیصلے صادر ہوتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ اس اسمبلی میں ایک ایم پی اے کا یا اس کے ممبر کا اتحاقاں کو مُحرکا دیا جاتا ہے۔ یہ اتحاقاں ایک ممبر کا نہیں بلکہ پورے ایوان کا ہوتا ہے۔ لہذا میں نے جو اپنے اتحاقاں کو لوٹ دیا ہے اس پر سمجھیدگی سے غور کیا جائے۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے علاقے میں اور روسرے مکہموں پر بھی ایسا ہی ہو رہا ہے تو میں گزارش کرتا ہوں کہ اسے کارروائی روک کر اس سنجیدہ مسئلہ پر بحث کی اجازت دی جائے۔ مہرائی:-

ڈاکٹر عبد المالک بلوج (وزیر تعلیم) :- جناب والا! وزیر صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں۔ جو جاپانی ایمسٹرڈام کو ایئر لورٹ تک پھورنے کے لئے گئے ہیں۔ اگر جناب اپنیکرا آپ کی اجازت ہو تو میں اس کا جواب دوں کیونکہ مجھے انفارمیشن ملی ہے۔ کہیں تو میں اسے تھوڑا آگے لے جاؤں۔ میرے خیال میں جہاں تک تحریک اتحاقاً کا تعلق ہے۔ میرے دوست کا اتحاقاً مجموع نہیں ہوا ہے۔ ہم کو شش کرتے ہیں کہ کسی بھی معزز رکن کا اتحاقاً مجموع نہ ہو۔ شاید اس اسے میں ڈیپٹ ہوئی تھی کہ فشریز ذپپارٹمنٹ میں پہچھے سال یا پہچھلی گورنمنٹ کے دونوں میں اچھی خاصی Pregulararties ہوئی ہیں۔ معزز وزیر صاحب نے کہا تھا کہ اس کے لئے میں بج کے حوالے سے بھی انکو اڑی کے لئے تیار ہوں۔ وہ ایک الگ حصہ تھا۔ باقی جہاں تک کہ دو تین ناموں کے بارے میں ہے کہ انہوں نے نکلا اس کی بنیادی وجہ اپنیکرا صاحب یہ تھی کہ ذپپارٹمنٹ کے کئنے پر سفارش پر یہ پوشیں ختم کی گئیں تھیں۔ اسے کسی بھی حوالے سے سیاسی طور پر نہیں نکلا گیا تھا۔ جیسا کہ اپنیکرا صاحب آپ کو پہنچے ہے کہ کئی دفعہ اس فلور پر ذہبی ہوئی ہیں کہ ہمارے میجاڑی پرو جیکٹ جو فلور پر چلے جاتے

ہیں ان کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اسے ہم پر الجیکٹ کی بجائے ایمپلائمنٹ Employment Cell بناریتے ہیں۔ تو ایمپلائمنٹ سل Employment Cell بننے کی وجہ وہ پر الجیکٹ بیٹھ جاتا ہے۔ تمپارٹمنٹ کا یہ تھا کہ کچھ پوشیں اسی طرح سے کریں Create کی گئیں تھیں۔ جن کی ضرورت نہیں تھی۔ اس وجہ سے ان کو نکالا گیا ہے۔ اس میں کوئی پولیشیکل الوالمنٹ Political Involvement نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ کچھ لوگوں کو رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ففرز کے ہٹنی بھی پوشیں ہیں اس کی زندگی آلوکیشن Zonal Allocation ہے اس آلوکیشن Irregularities میں ہوئی ہیں اور استحقاق مجموع ہونے کا جہاں تک تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے دوست کا استحقاق مجموع نہیں ہوا ہے۔ اگر مجموع ہوا ہے تو کہیں اور ہوا ہے۔

سید شیر جان بلوج :- جناب والا! استحقاق مجموع تو ایسے ہی ہوتا ہے کہ یہاں فیصلے ہوتے ہیں اور ان پر عمل درآمد نہیں ہوتے اور آیا کہ جو میں نے یہاں عملدرآمد کا نوش دیا ہے جو نیمہ اس پر واقعی ہوا تھا کہ اس دور میں مچھلے دور میں جو غیرقانونی باعثیں ہوئی ہیں یا غیرقانونی تقریباً ہوئی ہیں یا جو لوگوں کو نوکری سے نکلا ہے اس پر کارروائی ہو۔

جناب اسپیکر :- شیر جان صاحب آپ نے اپنی تحریک پر بات کرنا ہے ابھی مرباں کر کے مجھے بولنے کا موقع دیں۔

رولنگ

جو آپ نے تحریک استحقاق پیش کی ہے اس میں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ کس سوال نمبر کی انسوں نے اشورنس Assuarance دی ہے۔ سوال نمبر نہیں بتایا گیا ہے یا یہ بات کی تھی۔ اس لئے خود یہ تحریک بہم ہے واضح نہیں ہے۔ اسیلی اس پر مداخلت نہیں کر سکتی ہے۔ لہذا تحریک استحقاق قاعدہ نمبر ۷۵(۳) کے تحت خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے۔ البتہ میں یہ

کہوں گا کہ اس تحریک کو اشورنس کمیٹی Assurance Committee کے سپرد کر دی جائے تاکہ وہ اس پر تحقیق کرے۔

سید شیر جان بلوج : جناب والا! اس کو کسی اجتہد کمیٹی یا مشاورتی کمیٹی کے حوالے کر دیں۔

جناب اپیکر : نہیں اس کو اشورنس کمیٹی کے حوالے کر دیا ہے۔

جناب اپیکر : تھیک ہے۔

جناب اپیکر : عبد الحمید خان اچخزی۔

میزانیہ سلا ۹۵-۱۹۹۳ء پر عام بحث

مسٹر عبد الحمید خان اچخزی (وزیر آبپاشی) : جناب والا! ملکر یہ جناب اپیکر صاحب دیے ہے بحث کی تقریب میں عام طور پر زیریں نئے سے بحث پر تقریب کننا ذرا مشکل کام ہے۔ کیونکہ ہے میں نے اس بحث کو تیار کرنے میں حصہ لیا ہے اور ہم اس کے پارٹ اور پارسل رہے ہیں پھر بھی ہماری طرف سے کچھ آبزرویشن Observation اور سمجھشیں Suggestions ہیں اس بحث کے مخالطے میں جو میں چاہوں گا آپ کے توسط سے سب کو اور وزراء صاحبان کو پہنچا سکوں۔ یہ آبزرویشن Observation اور سمجھشیں پہنچاؤں۔ امید ہے کہ یہ ہاؤس کے لئے بلوچستان کے لئے شدید فائدہ مندرجہ رہیں گی۔ جناب والا! ہمارے بلوچستان میں یہ بات فائلس فیڈ اور پی اینڈ ڈی فیڈ کے نوٹس میں چاہوں گا کہ ہمارے بلوچستان میں ایک بڑا گھبیر پر ابلم اور نہایت سیریس Servious مسئلہ ہے اور وہ ہے ہمارے زیر زمین پانی کا مسئلہ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر ابلم کے مقابلے میں بلوچستان میں اور کئی سیریس پر ابلم ہو ہی نہیں سکتا تو اس مسئلے کی طرف آج تک کوئی مناسب طریقے سے کبھی اس مسئلے پر توجہ نہیں دی گئی ہے اور یہ پر ابلم ایسے ہی لکھتا نظر آ رہا ہے۔ کئی سال

سے پچھلی اسمبلی میں اور اس سے پچھلی اسمبلی میں یہ سوال میں نے اخایا تھا کہ اس اسمبلی کو اور بلوچستان حکومت کو اس پر سوچنا چاہئے، توجہ دینی چاہئے کہ ہم پانی پوچھ کر رہے ہیں۔ ٹوب ویل نکال رہے ہیں اپن سرفیس Open Surface کے ذریعے نکال رہے ہیں۔ مگر پانی کے ذخیرے میں کوئی اضافہ نہیں کر رہے ہیں اور یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ مگر آثار اپیسے ہیں کہ شاید آٹھ سال کے بعد دس سال یا چند رہ سال کے بعد یہ ذخیرہ ختم ہو جائے گا۔ ہمارے زیر زمین پانی بالکل ختم ہو جائے گا اور یہ سارا ذخیرہ بلوچستان کے لئے ختم ہو جائے گا اور ایسا نہ ہو کہ آئندہ نسلوں کے لئے ہم کوئی پانی چھوڑ ہی نہ سکیں اور ہم پر یہ ایک تاریخی الزام ہو تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس پر توجہ دی جائے اور الام آئے گا اس لئے اس پر توجہ دینی چاہئے اور بجٹ میں ہمارے پاس ایسے منصوبے ہیں جیسے سیف پروگرام ہے۔ ہمارا یہ مقصد نہیں کہ صحت کے اور تعلیم کے دیگر اہم منصوبے ہیں۔ پہنچنے کے پانی کا پرالبم ہے وہ بھی کم ہی نہیں ہے۔ وہ پانی کی جگہ ہے۔ جماں تک ہماری لائیف کا سوال ہے اور لائیف لائن کا تعلق ہے جب لائیف لائن ختم ہو جائے جماں پر ہم اس قابل نہیں رہیں گے کہ پانی کو کنٹرول کر سکیں۔ اپنے بارش کا پانی ہے اس کا ذخیرہ ہے اس کو کنٹرول کر سکیں۔ بارش کے پانی کا ذخیرہ چینچ کنٹرول کر سکیں، تو یہ بلوچستان کے لئے اس سے کوئی اور تحریک مسئلہ نہیں ہے اور میں فائل نشر کے نوش میں اور پی اینڈ ذی کے نشر کے نوش میں یہ بات لاوں گا کہ ہماری پر ارٹیشن Priority جس کو پر ارٹیشن کہتے ہیں۔ یہ غلط طور پر پر ارٹیشن Pariorty کہتے ہیں ہماری سب سے زیادہ پر ارٹیشن Priority سیف لائن کی پانی کو بچانے کے لئے ہم سے بڑی پر ارٹیشن ہونی چاہئے اور ہم آج ہی وزیر اعلیٰ کے ساتھ جو جاپان کے سفر آئے ہوئے تھے ان کے ساتھ یہ بات ہو رہی تھی اور ان کو ہم نے یہ بات کی کہ ہمارے بلوچستان میں سب سے اہم مسئلہ اور سب سے زیادہ اہم مسئلہ بھی ہے اور اس کا اہم مسئلہ گھبیر مسئلہ زیر زمین کا مسئلہ ہے۔ زمیندار چینچ رہے ہیں۔ بلوچستان کے تمام لوگ چلا رہے ہیں۔ لوگ پکار رہے ہیں۔ سارے بلوچستان سے آوازیں آرہی ہیں کہ اب جماں پر اپن سرفیس ہے اور واٹر پوچھ سے

پانی نکلتے تھے انکی سکرائی اتنی ہو گئی بلکہ اب ہمیں ثوب دیل گانے ہوتے ہیں اور ثوب دیل سے اب ہم چھ سو فٹ، ہزار فٹ سے پانی نکال رہے ہیں۔ یہ ذخیرہ بھی سائنس و ان بیتلار ہے ہیں اور سائنس و ان بیتلار ہے ہیں یہ ذخیرہ بھی شاید بت عرصہ تک نہ چلے۔ خدا نخواستہ ایسی اشیج آتی ہے کہ ہمارا زیر زمین پانی کا ذخیرہ ختم ہو جاتا ہے۔ انگساست Exhaurst ہو جاتا ہے اور پھر ہمارے پانچ بڑے پانی کے بیس Base ہے۔ اس کا کیا بننے گا؟ تو میں یہ بات اس ایوان کے نوش میں لانا چاہتا ہوں کہ وہ اس کا سیریس نوش یہیں اور یہ پانی کا ذخیرہ محسوس کریں اور میں آپ کو کونہ کی مثال دیتا ہوں کہ ہم روزانہ ۱۶۰ کیوں سک پانی کونہ میں سرفیں سے نکال رہے ہیں اور یہاں ذخیرہ میں جو اضافہ ہو رہا ہے وہ ۶۷ کیوں سک پانی ہے یہ جو ستائیں کیوں سک کا فرق اس پات کی شاندی ہی کرتا ہے کہ ہمارا واثر نیل کس رفتار سے گر رہا ہے؟ میں تو جناب والا! آپ کے توسط سے وزراء صاحبان کے نوش میں لانا چاہتا ہوں سیف پروگرام پشاور، پنجاب، سندھ کے لئے یہ ضروری نہیں بلکہ ہمارے بلوچستان حکومت نے اس کے لئے پوائنٹ آؤٹ کیوں نہیں کیا ہے۔ واقعی حکومت کو بحث کو سب سے زیادہ خرچ ہے وہ سیف پروگرام نہیں ہے وہ ہمارے زیر زمین پانی کا پروگرام ہے۔ اس مسئلے میں یہ بات ہتا چلوں کہ ہمارے پندرہ لمبیں ایکڑ فٹ پانی ضائع چلا جاتا ہے اور اس بیسویں صدی کے آخر میں اس قابل نہیں کہ ہم زیر زمین پانی میں اضافہ کر سکیں اور للہ والہ اور کو روکیں۔ یہ خاص کسی مخصوص علاقے کا نہیں بلکہ یہ پر اطمیم سارے بلوچستان کا ہے۔ اگر ہم پندرہ لمبیں ایکڑ پانی کو کنٹرول کر لیں تو بہتر ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے لئے منصوبہ بنائیں کیوں نہیں ہے۔ جناب والا! یہ اہم مسئلہ ہے یہ اتنا گھبیر، اتنا کوش Crucial اور اتنا اہم کام ہے جس کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے اور آج تک اس کے لئے جرات ہی کسی کو نہیں ہوتی ہے کہ اس پر ہاتھ ڈالے۔ وہ اس کے لئے یہ نہیں کروڑوں نہیں، اربوں روپے درکار ہیں کہ ہم اپنے کچھ سینٹ ایریا ز کو دیکھیں اور ہم نے اپنے لوگوں کے ساتھ یہ ظلم تو کیا ہے کوئی توجہ نہیں دی ہے اب اس کو درست کرنے کے لئے اربوں روپے کی ضرورت ہے اس کے لئے کسی نے یہ

جرات نہیں کی ہے بلوچستان گورنمنٹ نے بھی جرات نہیں کی ہے کہ اس مسئلے کو ٹاپ پر اڑیشی پر ابلم کے طور پر حل کرے تو میں اس مسئلے کے متعلق اور زیادہ نہیں کہوں گا۔ صرف یہ کہوں گا کہ اس مسئلے پر توجہ دینی چاہئے اور ہمیں اپنے ترقیاتی پروگراموں میں یہ تبدیلی لانی چاہئے کہ ٹاپ نمبرون پر ابلم جو ہے ہمارا زیر زمین پانی کا مسئلہ ہے۔ خدا نخواستہ کہیں دس پندرہ سال کے بعد یہ سارا ذخیرہ سوکھنا جائے اور پھر یہ نہیں یہاں بلوچستان کے لوگوں کو یہاں سے مانگریٹ Migrate نہیں کرنے پڑے۔ یہ میری آبزرویشن ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ہماری کیبینٹ کے تمام ارکان اور وزراء ساحبان اس بات کو نوٹ کر لیں۔

جناب والا! اس کے علاوہ جہاں تک بجٹ کے اثرات ہیں لوگوں پر اور ہمارے معاشرتی طرز زندگی پر اور ہمارے معاشیات پر عوام کا جہاں تک تعلق ہے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ عوام کا تعلق اور ان کی زندگی پر اس گرانی اور اس Inflation اور یہ جو ہوشیار گرانی ملک میں بڑھ رہی ہے ان سب کے اس کی زیادہ تر زندہ داری فیڈرل گورنمنٹ پر آتی ہے۔ ہمارے بجٹ کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے کہ ہمارے لوگوں کو کیا تکلیف ہے اور اس گرانی اور Inflation کو Face کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ بلوچستان گورنمنٹ یہ کر سکتی ہے کہ اپنے بجٹ کے دریجے اگر اس میں سکت ہے اگر اس میں یہ قوت ہے کہ وہ اپنے بجٹ کے دریجے اپنے لوگوں میں قوتِ مدد وmutual support پیدا کرے کہ وہ اس گرانی کا مقابلہ تھیرو خوبی کر سکے مگر ایسا ہوتا نظر نہیں آتا ہے ملک میں ہر تالیم ہو رہی ہیں۔ ملک میں حرم کی وکایتیں ہو رہی ہیں۔ مختلف نیکسوں کے متعلق چیزوں کے متعلق تو اس سے ہمارے بلوچستان کے میرے خیال میں صوبائی بجٹ کا تعلق بہت کم ہے بلکہ زیادہ تر اس کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے حزب اختلاف اور دوسرے ساتھیوں نے اس پارسے میں کچھ کما آخراں کے اپنی الائیڈ Allied پارٹیز ہیں۔ ان کی گورنمنٹ ہے وہاں پر ان کو یہ کہنی چاہئے تھی کہ جہاں تک گرانی کا تعلق ہے جہاں تک یہ بروز گاری کا تعلق ہے، زیادہ تر تعلق اس کا مرکزی گورنمنٹ کے بجٹ سے ہے واقعی لوگوں کے تک ہیں۔ لوگ پریشان

ہیں اور جیسا کہ ہمارے حزب اختلاف کے یڈر نے فرمایا کہ قیمتیں آسمان تک جا پہنچی ہیں مگر یہ بات بالکل صحیح ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس میں بلوچستان حکومت کا اور بجٹ کا تعلق بہت کم ہے۔ اس کا تعلق مرکز سے۔ اب مرکز کی بجٹ کے متعلق میرے خیال میں ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ ہم کچھ کہہ سکیں۔ البتہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مرکزی حکومت کا زیادہ تر بجٹ جو ہے وہ یا تو فوج پر خرچ ہو جاتا ہے یا Jet Processing اور Interest پر خرچ ہو جاتا ہے اور ایک تیری حیثیت سے بھی میرے خیال میں اگر کچھ پہچاہے تو وہ گورنمنٹ کو چلانے اور دوسری جو ہماری ضروریات زندگی ہے ان کو گویا ذوالپنہض کے لئے وہ پہیسہ نہ چاتا ہے جو بالکل ناکافی ہے اور اس کے علاوہ میں یہ بات بھی ایوان کے نوش میں لانا چاہوں گا کہ حزب اختلاف نے یہ بات کی تھی کہ یہ گویا Inflation ہے۔ دس یا پندرہ پر سنت میرے خیال میں دس یا پندرہ پر سنت ہمارا Inflation زیادہ جا رہا ہے اور میں یہ بات ہم ان کے نوش میں بھی لانا چاہیں گے کہ یہ بات متفقہ طور پر سارے اسلامی کو فیڈرل گورنمنٹ کے سامنے رکھنا چاہئے کہ اس سے ہمارے بلوچستان پر کس قسم کے اثرات پڑے ہیں۔ جماں تک فیڈرل گورنمنٹ کا تعلق ہے یہ بات واضح کرنا چاہوں گا کہ بجٹ تو ہمارا بالکل واضح ہے۔ غیر ترقیاتی ہمارے ایک ہزار ہیئتھ کروڑ جس میں ۲۲ کروڑ روپے کا خسارہ ہے اور اس میں بھی سب سیدی پیش اور اداگی قرضہ افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ کسی نے بھی یہ سوال نہیں اٹھایا کہ کراچی کے لئے اگر آپ ایک سو میں ارب روپے کا پیکچھ لاسکتے ہیں اور کراچی کو خوبصورت بنانے کے لئے یا کراچی کے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اگر آپ یہ عمل کر سکتے ہیں تو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بلوچستان کے لئے آپ صرف یہ بھی نہیں کر سکتے ہیں اور کسی حزب اختلاف کے ممبر نے یہ سوال اٹھایا بھی نہیں کہ کم از کم بلوچستان کا جو دسویں کروڑ روپے کا قرضہ ہے جو ہم سالانہ سود دیتے ہیں کم سے کم اس قرضے کو تو ہمارے لئے معاف کریں۔ ہمیں ذرا سائنس لینے کا موقع مل جائے گا اور اپنے ذوالپنہض کی طرف کچھ اور رقم ہمارے لئے نفع جائے گی۔ جماں تک

ڈولپمنٹ کا تعلق ہے چار سو ستمائیں کروڑ کا بجٹ ہے جس میں صرف ۲۰۹ کروڑ روپے الیف پی اے کے لئے واپس چلا جاتا ہے لٹگوا ددھارہ ہم اس کو ادا کرتے ہیں Pay کی فلکل میں۔ ۱۸ کروڑ روپیہ اور پو ڈگرام ایک تو خیر ایک ۲۲ کروڑ روپے کا دا پو ڈگرام فلکل میں ہے۔ ۱۸ کروڑ روپیہ جس میں ہمارے اور بھی بہت سارے ہیں مثلاً بھی تنوڑا ہیں بھی ہیں اگر تنوڑا ہوں کے لئے ہمیں ایک ارب روپیہ اور خرچ کرنا پرے گا وہ بھی ہم خرچ کر دیں تو ہماری ڈولپمنٹ کے لئے Practicaly کچھ نہیں بچا ہے۔ یہ ہمارے بجٹ کی پوزیشن ہے تو اس سلسلے میں اگر بلوچستان کی گورنمنٹ ہمارا یہ بجٹ اور یہ طریقہ کار چلتا رہا اور اگر ہم اسی طرح سے بجٹ بناتے رہے تو اس سے بلوچستان سو سال میں بھی کوئی ترقی نہیں کر سکتا ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ ہمارے فناں نشریا چیف نشری کی ذمہ داری ہے۔ یہ سب ایوان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس مسئلے پر Serious ہو کر سوچیں کہ ہزارے لئے ڈولپمنٹ کے لئے کوئی پیسہ ہے ہی نہیں جس سے ہم ڈولپمنٹ کر سکیں اور ہر ہزارے افسوس سے لہذا پڑتا ہے کہ ہمارے جتنے بھی ہیں سوئی گیس کی فلکل میں یا دوسرے معاملات میں جو ہم نے ان کو فیڈرل Request گورنمنٹ سے یہ Request کی ہے کہ نہیں پکیج ڈیل Package Deal دیا جائے اور جب کہ بلوچستان کے لئے پکیج ڈیل کا معاملہ سامنے نہیں آ جاتا اس وقت تک میں نہیں سمجھتا کہ بلوچستان کی ڈولپمنٹ کے لئے ہم طریقے سے سوچ سکیں گے تو یہ بات Direct میرے خیال میں بجٹ سے متعلق بڑی اہم ہے۔ دوسریات بجٹ کے ساتھ جس کا رواج Un-employment تعلق ہے وہ ہے کا۔ یہاں پر ہمارے ہاؤس میں ایک قسم کا رواج بن چکا ہے بعض لوگ اس کو صرف سیاست کے لئے یہ بات کہتے ہیں کہ ہمیں صرف Jobs Create کرنی چاہئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ Job Create کرنا گورنمنٹ کا کام ہے ہی نہیں دنیا میں کہیں یہ گورنمنٹ کام نہیں یہ سو شلکت نظام میں ایک تحریری ٹھی یہ ایک اکنامیکل قص تھا کہ Jobs کی ذمہ داری گورنمنٹ کی ہوا کرتی تھی مگر وہ ستم بھی کام ہو گیا اب میرے خیال میں یہ بلوچستان گورنمنٹ کے بس کی بات نہیں رہی ہے کہ وہ

لوگوں کے لئے Jobs Create کرے۔ اب اس سال ہمارے بلوچستان گورنمنٹ نے اکیس سو آسامیاں یا دو ہزار کے قریب Jobs رکھی ہیں۔ اب میں نہیں سمجھتا ہوں شاید سیاسی طور پر یہ کسی کو فائدہ پہنچا سکیں مگر میرے خیال میں جماں تک اکنا مکمل اور اکنا مکمل تصوری کا تعلق ہے میرے خیال میں اس سے بلوچستان کا کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچے گا۔ ہمارے دو ہزار Un-employment کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہاں پہ ہزاروں کا مسئلہ ہے۔ دس ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ پھر وہ ہزار سے بھی زیادہ ہے اور ہیں ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ بلکہ لاکھوں کا۔ وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ شاید لاکھوں کا مسئلہ ہے۔ یہ میرے خیال میں گورنمنٹ کے بس کی بات نہیں کہ لوگوں کو روزگار فراہم کرے اب Jobs کے لئے یہ ہو سکتا ہے کہ ہم ایک انڈسٹریل میں آئیں کہ انڈسٹری میں آئیں گے یا دوسری چیزوں میں آئیں گے جب تک Infrastructure نہیں ہو گا یہاں پر بڑی بڑی انڈسٹریز Establish نہیں ہوں گی۔ جس پر ہماری گورنمنٹ کو زیادہ توجہ دینی چاہتے۔ مگر اس مسئلے میں پھر وہی بات آجاتی ہے جب تک مرکز ہماری امداد نہیں کرے گا مرکزاں مسئلے میں سامنے نہیں آئے گا میرے خیال میں ہم یہاں پر کیا انڈسٹری بنائے ہیں۔ بلوچستان کے پاس آمدنی کی کوئی شے ہی نہیں ہے، ہے کیا لے کے ہارے پاس جب ہے یا وذر ہے یا تھوڑی بہت انڈسٹری وہاں پہنچنی ہے وہ بھی جیسے کہ کراچی کی زیلی انڈسٹریز ہیں وہ پوزیشن ہے باقی rest of Balochistan is no benifiting from that industry

The

ہمارے بلوچستان میں انڈسٹریل میں ہی نہیں ہے۔ بحث کو دیکھ لیں آپ بحث میں اس کے لئے کوئی منجانش نہیں رکھی گئی ہے کہ بلوچستان میں انڈسٹریز پر ہم اتنا خرچ کریں گے۔ انڈسٹری نہیں ہے انفراسٹرکچر Infrastructure کیے کر دیں گے اور وہ ساری چیزوں نہیں ہیں اور جب یہ نہیں ہوں گے تو ہم یہ Employment کیے کر دیں گے اور اگر یہ پالیسی میں وزیر خزانہ

کی خدمت یہ گزارش کروں گا یہ میری Suggestion ہے کہ آپ کو بولڈ طریقے سے
لیرانہ طریقے سے سامنے آنا چاہئے کہ Jobs بلوجستان گورنمنٹ نہیں دے سکتی لوگوں کو۔
آپ کے پاس بجٹ نہیں ہے۔ آپ کے پاس گنجائش نہیں ہے یہ وہ ہزار جو آپ نے رکھی ہیں
اس کا مطلب یہ کہ ہمارا جو ڈوبلینٹل بجٹ ہے وہ اور بھی Narrow ہوتا جائے گا یہ
ڈوبلینٹل اور نان ڈوبلینٹل کس جو فرق ہے سائز سے دس ارب ہمارا نان ڈوبلینٹل بجٹ ہے
اور تقریباً "ساڑھے چار ارب اور ابھی اگلے سال کم ہو گا آپ کے ذرائع آمدی کے اضافے کے
لئے کوئی اور ذرائع ہے ہی نہیں جو آپ کے پاس۔ سینٹرل گورنمنٹ نے ہم کو صاف جواب
دے دیا ہے تو یہ "ابم جناب والا میں سب ہاؤس کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ وہ اس
بات کو سمجھ دی سوچیں اگر ہم نے اپنے لئے کوئی ذرائع پیدا نہیں کئے باقی رہے
بڑے بڑے پروجیکٹس، مثلاً ہمارے پٹ فیڈر وائڈنگ Widening پروجیکٹ چھ سات
ارب کا سینڈک پروجیکٹ ہے۔ فلاں اس پروجیکٹ، فلاں اس پروجیکٹ ہیں۔ جتنے بھی پروجیکٹ
ہیں وہ بھی قرضے سے ہم چلا رہے ہیں وہ بھی قرضے سے چل رہے ہیں۔ اس میں بھی لیڈرل
گورنمنٹ نے ہمیں کوئی خاص امداد نہیں دی ہے۔ بلکہ قرضہ ہے اگر مثال کے طور پر جس کا
تعلق میرے اپنے مجھے سے ہے۔ مثلاً پٹ فیڈر وائڈنگ پروجیکٹ سات ارب کا پروجیکٹ
ہے جیسا کہ واپڈا اولے کہہ رہے ہیں کہ وہ ۱۹۹۶ء میں اس کو مکمل کریں گے جو مجھے تھک ہے
بلوجستان پر اور بوجہ پڑے گا اور یہ قرضہ ہمیں ادا کرنا ہے۔ یہ قرضہ پٹ فیڈر کی نال جو ایک
پروجیکٹ کا قرضہ ہے اگر اس کی ادائیگی ہم شروع کریں گے تو بلوجستان کی ڈوبلینٹ کا سوال
ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میرے خیال میں یہ سب سے بیماری بات ہے۔ جس پر ہمیں سوچنا ہو گا۔
اگر بلوجستان گورنمنٹ کو ہم نے روایتی انداز سے چلانا ہے اور لوگوں کو تجوہ ہیں دینی ہے اور
وزیر صاحبان ہوں گے اور اسمبلی ہو گی۔ بلوجستان کے لوگوں کے لئے کوئی ثابت رول ادا نہیں
کر سکیں گے۔ میں اعتراض کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں یہ ہم سب کا مسئلہ ہے۔ اس کے لئے

یہ تجویز رہتا ہوں کہ اس پر سمجھیگی سے سچنا ہو گا اور اب اس بات کی طرف واپس آتا ہوں کہ اسیں ہماری Parliament کو تبدیل کرنے ہو گی اور وہ سکیور جس سے بلوچستان کو سب سے ریا دہ آمدی ہوتی ہے یعنی رفاقت اور اس کے لئے ایسے یکجہن سب سے بڑا سکیور ہے۔ جس سے ہماری ۹۰ سے ۹۵ یا بعد صوبے کی آمدی ہے اس سکیور کو اہمیت دی اجائے۔ یہ تو تمیک ہے صحت کے لئے صاف پانی ضروری ہے یا تعلیم وغیرہ ضروری ہے یہ تمام چیزیں اپنی جگہ اہم ہے مگر ہماری زندگی اور یہاں کے پروفیشن کا داروددار ہے وہ لاکف لائن ختم ہو جاتی ہے تو پھر بلوچستان میں رہنے کے لئے ہمارے پاس جواز نہیں رہتا تو اس سلسلے میں، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم ہم فیڈرل گورنمنٹ پر سب مل کر دباؤ ڈالیں کہ یہ دو پیچیں کروڑ کا سو درعہ معاف کریں اور بڑے پروجیکٹس میں ہماری امداد بر وقت کریں۔ اس کے بغیر بلوچستان کا موجودہ بجٹ اگلے سال اس سے بھی برا بوجا اگر آپ اس کی تینڈنسی (Tendency) رجحان رہی کہ آپ نوکریاں Create کرتے رہیں گے تو یہ بجٹ زیادہ عرصہ چلے گا ہی نہیں۔ کیونکہ جتنے Jobs اس دفعہ کریٹ Create کئے گئے ہیں اعتراف کے پوائنٹ آف ویو سے نہیں بلکہ آنکامک پوائنٹ آف ویو سے یہ بات کروں گا۔ اس سال جو آپ نے نوکریاں Create کی ہیں۔ یہ سب ان پروڈیکٹیو ملازمتوں کو کریٹ Create کرنے سے کیا فائدہ۔ اس نہیں ہو رہا۔ تو ان ان پروڈیکٹیو ملازمتوں کو کریٹ Create کرنے سے کیا فائدہ۔ اس سے ہماری بجٹ پر اور پریشر آئے گا اور عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ جناب والا یہ تو میں نے بجٹ کے متعلق بتیں کیں۔ اب میں اس جانب آؤں گا کہ ہمارے حزب اختلاف کے ذمیں پاریمانی لیڈر، مولانا باری کی طرف سے یہیش غیر منصب انداز میں بعض چیزیں سامنے آ جاتی ہیں اور قسم قسم کے اعتراض ہوئے ہمارے ساتھیوں پر اس دن معزز رکن نے تقریباً ”ذیڑھ گھنٹہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہ سے نئے کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بتیں کیں اور بات آخر میں ماڈزے نگہ اور کارل مارکس تک ختم ہوئی کہ کارل مارکس رک्षے پر چڑھتا یا سائیکل پر اس قسم کی بتیں ہوئیں۔

جناب اسپیکر :- حید خان صاحب اگر آپ موضوع پر بات کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) :- جناب اسپیکر اس دن معزز رکن نے اس قلور پر بہت سی ایسی باتیں کیں
.....

جناب اسپیکر :- حید خان صاحب اگر انہوں نے کوئی بات کی ہے ان کو درگزد کرویں۔

حاجی شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر) :- جناب اسپیکر! بحث پر بحث کے دوران ہر موضوع پر بات کی جاسکتی ہے۔ کل اسپیکر صاحب نے رو لنگ دی ہے کہ بحث پر ہر موضوع پر بحث کی جاسکتی ہے۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) :- میں صرف یہ کہوں گا کہ اس سلسلے میں مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ مولانا صاحب نے اپنا وظیفہ بینایا ہوا ہے کہ قرآن شریف کی ایک آیات پڑھ کر پھر اپنی اوٹ پنگ باتیں کرتے ہیں۔ ذیوں گھنٹہ انہوں نے باتیں کیں اس اسیلی قلور پر۔ حرام ہے کہ مجھے کچھ سمجھ میں آیا ہوا۔ ان کا مقصد کیا ہے؟ اور وہ کیا کہنا چاہئے ہیں؟ ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر اسلام کی باتیں ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتیں ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی شان و شوکت و عظمت سے کسی کو انکار نہیں اور ہم سب اس پر متفق ہیں مگر ان ہاتوں کا اپنے مقصد کے لئے ملط استعمال کرنا میرے خیال میں اس ہاؤس کی شایان شان نہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ اگر مولانا صاحب کو اسلامی کی تاریخ کا پڑھے تو مولانا صاحب کو ان ہاتوں پر سوچنا چاہئے کہ اسلام کا ایک عروج کا وقت تھا (داخلت)

مولانا عبد الواسع :- اسپیکر صاحب کل یہ لوگ بحث سے مخالف رکھتے تھے۔ آج پھر اس کی حمایت کرتے ہیں۔ نحیک ہے اگر وہ اپنا نام مولانا پاری کی غیبت میں ضائع کر رہے

ہیں وہ دوسری بات۔

جناب اسپیکر :- مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی (وزیر) :- جناب اسپیکر! میں کسی کے خلاف نہیں بول رہا ہوں۔ نہ کسی کی بے حرمتی کر رہا ہوں۔ صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ مولانا صاحب قرآن شریف کی آیات پڑھ کر ہم پر اپنا رعب جانا چاہتا ہے۔ وہ رعب جانا چاہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ جو بھی بات کریں وہ سب اسلام کے بارے میں، میں مولانا صاحب کو اسلام کے بارے میں ایجاد کیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ ایجاد کیش اس طرح کی کہ مولانا صاحب کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اصل بات یہ ہے کہ اگر آپ اسلام کی تاریخ سے واقف ہیں تو اسلام کی وہ شان و شوکت کا زمانہ خلافے راشدین کا وقت چھوڑیں وہ چالیس سال کا زمانہ وہ تو اپنی جگہ مقدس سمجھا جاتا ہے۔ باقی اسلامی دوست نے بڑے بڑے کارناے انجام دیا ہے۔ میں آپ کو کچھ مثالیں دیتا ہوں۔ سلیمان عظیم الشان کما جاتا ہے۔ ترک اسلام کا خلیفہ تھا۔ جس نے دیانا اور پورپ کے مرکز میں اسلام کے جمنڈے گازے۔ اسلام میں ایسے بھی لیذر تھے آپ نے اسکی ہاتھیں کیوں نہیں کیں۔ آپ نے بال بوس۔ مکہ ہاتھیں کیوں نہیں کی۔ شاید آپ نے اس کا نام فیض ناجس کے نوبت سے بھی دروم

مولانا عبد الواسع :- جناب اسپیکر! معزز رکن کیوں ادھرا دھر کی ہاتھیں کرتا ہے۔ بجٹ کے متعلق ہت کریں۔ انہوں نے تیاری جنوبی پشوتوخواہ کی کی۔ آج چیف منڈر کے ذریعے اپنی تقریر ادھرا دھر کر رہا ہے۔

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی (وزیر) :- اچھا مولانا جب میں اسلام کی ہاتھیں کرتا ہوں تو پھر یہ ادھرا دھر کی ہاتھیں کرتا ہوں کیوں آپ نے اسلام کا تھیکہ اٹھا رکھا ہے

جناب اسپیکر :- حمید خان اگر آپ کو بجٹ پر مزید تقریر کرنی ہے تو کریں۔ غیر متعلقہ

باتوں کی میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔

نواب ذوالفقار علی مگسی (قاائد ایوان) :- جناب اسپیکر! کل ہاؤس کو ڈپٹی اسپیکر صاحب چلا رہے تھے۔ مولانا صاحب نے اتنی ساری باتیں کیں ان کو اجازت تھیں۔ آپ ریکارڈنگ چک کریں۔ اگر ان کو اجازت تھی کل تو آج ٹریئری والوں کو بھی اجازت ملنی چاہئے۔

جناب اسپیکر :- نواب صاحب کل ڈپٹی اسپیکر Preside کر رہا تھا آج میں Preside کر رہا ہوں۔

نواب زادہ سلیم اکبر بگٹی :- جناب اسپیکر بحث تقریر میں کسی بھی موضوع پر بات کی جاسکتی ہے کافرازم، اسلام ازم، ملازم وغیرہ۔

جناب اسپیکر :- روز میں یہ ہے کہ آپ بحث تقریر میں اس موضوع پر بات کریں جس میں معیشت ہو۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) :- جناب اسپیکر صاحب! انہوں نے اسلام کے حوالے سے ہمارے بحث پر اعتراض کیا تھا اور اسی اسلام کے حوالے سے کچھ باتیں کروں گا زیادہ لمبا نہیں ہو گا اور اس کے حوالے سے میں یہ کروں گا کہ اسلامی معیشت کیا ہے اور اسلامی معیشت کیسے تھی اب اس کی پوزیشن کیا ہے اس کا تعلق توبحث سے ہے۔

جناب اسپیکر :- آپ کی اس بات سے ہم قائل ہیں کہ آپ اسلامی معیشت زیادہ جانتے ہیں اور اگر آپ بلوچستان کے بحث پر بات کرنا چاہتے ہیں تو کہیں۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) :- یہ عجیب بات ہوئی ہے جناب اسپیکر صاحب! مولانا صاحب اس پر ڈیڑھ گھنٹہ بولا۔

جناب اسپیکر :- جی میں نے کہہ دیا اس وقت میں پریزاپیڈ (Priside) کر رہا۔

ہوں اگر آپ کو بات کرنا ہے۔

میر عبد الحمید خان اچنزی :- نہیک ہے اگر آپ اجازت نہیں دیتے تو میں کیا کر سکتا ہوں تو پھر یہ رہ جاتی ہے پھر ایک اور پوائنٹ میں اس کو زرا ایجوکیٹ کرنا چاہتا تھا۔ اسلام کے بارے میں تو ایسا نہیں چھوڑتے ہیں میں کیا کروں؟

میر سعید احمد ہاشمی (وزیر) :- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اپیکر! اگر مجھے اجازت ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جو ساقی فخر فرمائے ہیں وہ یعنی اسی ڈسشن سے لگا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے دوست یہ Prove کرنا چاہتے ہیں کہ جو بحث Present کیا گیا ہے وہ کسی حوالے سے اسلامی نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جناب اپیکر! کہ ان پبلوؤں پر بولنی کی اجازت دینی چاہئے۔

جناب اپیکر :- جہاں تک پہلی کا تعلق ہے جو بحث سے کنسرن ہے اس پر میں نے کوئی اعتراض نہیں کی اسلام یا تاریخ جو ہے ہمارے بحث سے تعلق نہیں رکھتا۔

سردار شناع اللہ زہری (وزیر) :- جناب اپیکر! (پوائنٹ آف آرڈر)
جناب اپیکر :- کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ سردار صاحب بحث ہے آپ تشریف رکھیں۔

سردار شناع اللہ زہری (وزیر) :- جناب اپیکر صاحب کل ہم اسمبلی میں موجود نہیں تھے لیکن مولا نا صاحب نے اسلام کے باری میں کمی باشیں کیں تو ہم نے نہیں سنیں اب ہم چاہتے ہیں کہ اسلام کو ایک کو ایک کوئی میں بند نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام کے بارے میں میں بھی جانتا ہوں۔ حید خان کو بھی اتنا حق ہے کہ وہ اسلام کے بارے میں ڈسشن کریں۔ کسی اور کو بھی حق ہے کہ اسلام کے بارے میں ڈسشن کرے تو میں آپ سے ریکونسٹ کرتا ہوں کہ یہ بحث اپیکر ہے اس میں حید خان کو اسلام کے بارے میں بولنے

دیجئے ہکہ ہم میں کہ ان کا کتنا علم ہے اسلام کے ہارے میں۔

جناب اسیکر :- میں نے روٹنگ دے دی ہے۔ (غور)

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی :- نیک ہے۔ اگر آپ اجازت میں دیجئے تو میری ہات تب بجٹ کے متعلق میں اپنے ساتھی فائل مشرنے اپنی اسکچ Speach میں دوسری ہات تب بجٹ کے متعلق میں اپنے ساتھی فائل مشرنے اپنی اسکچ Speach میں یہ ہات مان لی ہے کہ بلوچستان کے اندر جو ذو پلپنت کا قصہ ہے اس پر کل ہمارے ساتھی ذا کنز کلیم اللہ صاحب نے ہری تفصیل سے ہات کی ہے تو اب میں اس ایوان کے نوٹس میں یہ ہات لانا چاہوں گا کہ اگر یہ اس کریئی (Discrecy) واقعی یہ ایگزیکس (Exish) کرتی ہے۔

آج میں نے چیف منٹر صاحب کو نوٹس میں یہ بات لائی ہے کہ اگر اٹربروڈفل (Inter Provincial) یہ ایگزیکس (Exish) کرتی ہے تو جو انسوں نے پہلی بجٹ اسکچ میں (Expect) کیا ہے تو ہماری یہ ریکویٹ ہو گی کہ ان کو ذرا آگے بڑھائے اور اس کے لئے کچھ عملی اقدامات کئے جائیں ہاکہ یہ Dispointing اگر ہم ختم کریں اور آہستہ آہستہ بجٹ میں بھیت پر پل ہم ایسے اقدامات کو اخھائے یہ (Dispointing) ختم ہو یہ بھی ایک ختم کی اس میں ایک طرح سے سمجھنے ہے گوا بجٹ میں جناب ایک ہات پھیل اس بیل میں بھی میں ممبر رہا اور اس وقت بھی میں نے یہ مسئلہ اخھایا تھا۔ میرے خیال میں اس کا تعلق ہماری یورڈ کسی بھی جانتی ہے اور ہمارے دوسرے ممبر ساتھی بھی جانتے ہیں کہ بلوچستان میں ہم جوبز کریٹ (Jobs Create) کرتے ہیں یا جو ایک لاکھ تین ہزار کے قریب جوبز ہیں اس میں ہماری کوشش رہتی ہے ذو پلپنت کے حوالے سے بلوچستان میں کہ ہم ہپتاں بناتے ہیں دوائی نہیں ہوتی ہے، ہم اسکوں بناتے ہیں ٹیچر نہیں ہوتے ہیں۔ ٹیچر کو تنخوا دیتے ہیں اسکوں نہیں ہوتا ہے۔ کو اشیئی (Quantity) کو تو ہم اہمیت دیتے ہیں۔ یہ چیزیں کریٹ (Create) کرتے ہیں، بناتے رہتے ہیں مگر کواليٰ کو اہمیت نہیں دیتے۔ میرے خیال میں میں اس ایوان کے سامنے یہ پوائنٹ رکھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بجٹ میں ہم کواليٰ کو ذرا اہمیت دیں اور جو چیزیں ہمارے پاس ہے جو اسکوں ہے جو ہپتاں ہیں، جو ایگر یکچھ

ٹیپارٹمنٹ ہے جو ہمارے سوچ سردمز ہیں اس میں جو لوگ ہیں مختلف کاموں میں اس کی کوالٹی بڑھانے کے لئے کوئی منصوبہ بنایا جائے اور اس کے لئے کوئی تربیت گاہ ہو یا کوالٹی اپرو Quality Improve کرے تو میرے خیال میں بجائے اس کے کہ ہم نے اسکو بناتے یا ضرورت پڑے ہم اسی سے بلوچستان کی بڑی اچھی خدمت کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ہمیں کوالٹی Quantity کی بجائے کوالٹی کو ترجیح دیں۔ کوالٹی اپرو کرنے کے لئے ہم ایڈ فشریٹر مجیشو یا دوسرے آنائکس ٹائپس ہم نے اٹھائے اور سارے محکموں کی کوالٹی کو اپرو کرنے کے لئے ہم نے کوئی قدم اٹھایا تو میرے خیال میں یہ ایک براہمیت قدم ہو گا۔ اس پر میں اپنے کولیگز Colleages کو سب کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس مسئلے پر سمجھی گی سے سوچیں اور کوالٹی کو اپرو کرنے کے لئے وہ کوشش کریں۔ آخر میں جناب والا! ایک اور مسئلہ اس وقت لاءِ اینڈ آرڈر کے معاملے میں درپیش ہے۔ اخباروں میں تین چار دنوں سے یہ باتیں آرہی ہیں کہ لاءِ اینڈ آرڈر کے متعلق قسم قسم کے آرڈرز نکلے ہیں بلکہ کچھ ایسے ہیں جناب والا! اس سلسلے میں، میں مختصری بات کروں گا زیادہ ڈیتیل میں نہیں جاؤں گا کہ ہمارا بلوچستان قبائلی معاشرہ ہے یہاں دشمنیاں ہیں۔ یہاں پر ایک دوسرے کے عدالت ہے۔ قبائلی جنگوں کے ہیں۔ اس سلسلے کو اتنی جلدی میں نہ نمائیا جائے جس طرح سے ہماری ایڈ فشریشن نے موجودہ آرڈر نکلوائے ہیں میں وزیر اعلیٰ صاحب کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ یہ وزیر اعلیٰ اور ان کی کیفیت اور اسمبلی کی ذمہ داری ہے۔ بحیثیت ایک پیلک نمائندے کے کہ ہم لاءِ اینڈ آرڈر کے معاملے پر سوچیں جناب والا! ہم اتنے گئے گرے لوگ بھی نہیں کہ ہم لاءِ اینڈ آرڈر کی پجھیش Situation کو سمجھتے ہی نہیں اور پھر اس میں جو کچھ کرنا چاہئے امر کے پارے میں لائنسیس کے پارے میں اپنے لئے پرائیویٹ گارڈز کے پارے میں ہمیں اس کا بخوبی احساس ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ معاملے میں آئینی طور پر یہ بات اٹھانا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ وزیر اعلیٰ اور اس کی کیفیت اور اس کے اسمبلی کے ممبروں کا ہے۔ اس کے ساتھ گورنر پاکسی اور ہستی کا ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ گورنر اس سلسلے میں بات ہی نہیں کرے مگر یہ سوال

جو ہے یہ ہمیں اس بیل پر چھوڑ دیا جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کے لئے چھوڑ دیا جائے اور کیبنٹ کے لئے چھوڑ دیا جائے اور وہ اس مسئلے پر کوئی فیصلہ کرے اور پرے اگر کوئی فیصلہ لا گو کیا جاتا ہے تو وہ میرے خیال میں تھیک نہ ہو گا (شور)

جناب اسپیکر :- خان صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

عبد الحمید خان اچکزی :- جناب اسپیکر یہ ایسی ہی دھن دینا ہے۔ یہ کفن پوش کا کام بھی ہے تو جناب اس سلسلے میں، میں اتنا گزارش کروں گا کہ یہ لاءِ اینڈ آرڈر کا معاملہ جو ہے میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ یہ صرف چیف منڈر اور کیبنٹ کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ میرے خیال میں اس کو Reconsider کیا جائے۔ دوبارہ اس پر غور کیا جائے اور جو ہمارے قبلی حالت کا تقاضا ہے اس پر بیٹھ کر ہم سب متفقہ طور پر لاءِ اینڈ آرڈر کریں Create کرنے کی کوشش نہیں کریں گے بلکہ لاءِ اینڈ آرڈر اپنے طریقے سے کریں گے میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا صرف اتنا عرض کروں گا اس سلسلے میں میں یہ ذمہ داری Speach ہمارے وزیر اعلیٰ اور ان کی کیبنٹ کی ہے جناب اسپیکر مزہ تو نہیں آیا اسکے

Thank you very much

جناب اسپیکر :- جناب ارجمند اس بگٹی

ارجمند اس بگٹی :- جناب اسپیکر اعزاز ارکین مجلس میں بحث کے اعداد و شمار کی بھول بھلائیوں، ہاؤس کے جمع تفریق میں جانے سے قبل یہ بہتر سمجھوں گا کہ ہم اور اس اعزاز اس بیل کے اعزاز ارکین اس چیز کو بخوبی طور پر محسوس کرتے ہیں بلکہ ٹریبڑی بندھوں کی طرف سی بھی اور ہماری اپوزیشن کی طرف سے بھی بھوٹ سے قبل کافی اعزاز مبران نے بحث کے ہارے میں اپنے خیال کا اظہار کرچکے ہیں کہ ہم آگے جانے کی بجائے بت بیچے جا رہے ہیں۔ انہیں عوامل کے اسہاب جو مد نظر رکھتے ہوئے جناب اسپیکر میں گزارش کروں گا کہ بحث حوالہ کی طرف سے منتسب کئے گئے ذمہ دار اکابرین کی وہ ذمہ داری ہے جو اس صوبے کو یہاں کے

ضرورت و سائل اور دستیاب و سائل کو اس طرح روپہ عمل لائیں گا کہ ہر فرد نہ صرف ان
و سائل سے مستفید ہو سکے بلکہ اس کے ساتھ کئے گئے تلقفات اگر پورے نہیں ہو سکتے اکام از
کم کسی حد تک قفلی پورا ہو۔ لیکن بدعتی سے بعض سائل میں ہمارے لئے بجٹ کے بچت
ہمارے صوبے کے بجٹ کو ہبہ ایک بلاعی بجٹ کی وجہ سے غیر ترقیاتی اخراجات کے قلمبم میں
چکڑ دیا جاتا ہے جناب اپنیکر جس کی وجہ سے ہماری پہمانہ صوبے کی پہمانہ عوام ہمارے
پہمانہ صوبے کی پہمانہ عوام ہمارے پہمانہ صوبے کے غیور عوام ہر سال نہ صرف اپنی
ضرورتوں سے محروم رہتے آ رہے ہیں بلکہ مزید نیکسوں کی فلکل میں ان پر جو دہاؤ پڑتا ہے اپنیں
معاشی پہمانگی کے گزھے میں دھکیلتا رہتا ہے۔ جناب اپنیکر اگرچہ قوی بجٹ میں اس خواہے
سے کافی کچھ کہا جاسکتا ہے لیکن صوبہ بھی باوجود کافی اور مناسب و سائل کی موجودگی میں
غیر ترقیاتی اخراجات کو مزید بڑھانے کے فقدان کا ذکار ہے۔ جناب اپنیکر ایقیناً یہ ایک الیہ
ہے اس کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ بلوچستان کے مشکلات میں اضافہ اور اس کے صوبائی
حکومت کے خلاف حماز آرائی کی پالیسی اپناتے ہوئے مرکزی حکومت بھی بہت حد تک اس
بات کا ذمہ دار ہے جس کی ایک مثال موجودہ صوبائی حکومت کی بجٹ کا وہ ترقیاتی حصہ جس
میں صوبے کے مختلف چھوٹے منصوبے چھوٹے منصوبوں پر صوبے کے عوام کے مقابلے
نمائندوں کے ذریعے خرچ کی جانے والی رقم ہے جس کی کل مالیت لگ بھک ۲۵،۳۰ کروڑ روپتی
ہے۔ جناب اپنیکر اجب کہ اس کے بالمقابل یا متوازی بجٹ جو کہ مرکزی حکومت نے ۶۰ کروڑ
کی خطیر رقم پہنچزدہ کس پروگرام کے نام پر مہیا کی ہے یا کہ رہی ہے جس کے ذریعے مرکز نے
بر سراقتدار جماعت کے غیر نمائندہ اراکین کی طرف سے جس انداز میں یہ رقم بلوچستان میں
خرچ ہوگی اس کا اندازہ لگانا بہت ہی مشکل نہیں ہے۔ اس طرح کی پالیسی غیر جموروی پالیسی
ہوا کرتی ہے سراسر جمورویت کی خلاف ورزی ہے بلکہ دوسری معنوں میں بلوچستان کے عوام
کے نمائندہ اسیلی کو زق پہنانے کی سی معلوم ہوتی ہے۔ ملکوں کے تاریخ کو اس قسم کی
پالیسیاں ہمیشہ جاہی اور تنزل کی طرف دھکیل دیتی ہے۔ جو کہ ایک غیر جموروی اور حب الوطنی

کے غفر سے منانی عمل ہے۔ میں اسی حوالے سے جناب اپیکر شاعر کی زبان میں ایک
گزارش کروں گا آگے جانے سے قبل

تاریخ کی گھریوں نے وہ دور بھی دیکھے ہیں
لہوں نے خطہ کی صدیوں نے سزا پائی
(ایک بجائے گئے)

جناب اپیکر! مکون کی ماڈی اور سماجی ترقی کا راز ان کا حق اور انتظامیہ کی الہیت، دیانت
اور حب الوطنی پر قصور کیا جاتا ہے۔ لیکن ہم جو قدر و قدر ممالک کے زمرے میں آتے ہیں
وہاں کے خواص کم اور مقدور نظر آتے ہیں اور پھر ہمارا صوبہ بلوچستان اس میں سب سے
زیادہ نمایاں نظر آ رہا ہے۔ ناب اپیکر! بلوچستان کی سر زمین ادا کل سے امن و آشنا،
روداری، اخوت، حب الوطنی اور قول پروردی کے طور پر ضرب الشل ہے۔

میر محمد اکرم بلوج (وزیر) :- جناب اپیکر! ہمارے معزز رکن جو ڈپٹی اپیکر
بھی ہیں لیکن اپنی اپیکچ پڑھ کر ستارہ ہیں۔

مسٹر ارجمند اس بگٹی :- اپیکر صاحب! میں اکرم صاحب کا بڑا محفوظ ہوں۔

میر محمد اکرم بلوج (وزیر) :- اس اپیکچ کا اندازہ بھی بڑا اچھا ہے۔ اگر آپ
نے اجازت دیا ہے تو نجیک ہے۔

مسٹر ارجمند اس بگٹی :- جناب اپیکر صاحب میں معزز رکن کا محفوظ ہوں یہ
پرانشیں لکھے ہوئے ہیں۔ میرے خیال میں کل میں جب Preside کر رہا تھا تو میرے
خیال میں اکرم بلوج صاحب بھی شاید پوچھ دیکھ کر تقریر کر رہے تھے یہ میرے حق میں بڑی
بے انصافی اور اعیانی بات ہے میں بنے تو ان کو رعایت دی تھی۔

جناب اپیکر :- ہم آپ کو رعایت دیتے ہیں۔

مسٹر ارجمند اس بگٹھی :- شکریہ جناب اپنیکر نہیں میں نے تو میرے خیال میں غیر جانبداری کی پڑا اڈیگ کی تھی۔ جناب اپنیکر میں صوبہ بلوچستان کے ان تمام امتیازی جو طریقہ امتیاز ہے اس کے بارے میں گزارش کر رہا تھا کہ صوبہ بلوچستان کو خود ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ ممتاز مقام نہ صرف اس اعتبار سے کہ اس کی تاریخ بڑی پڑکوہ ہے بلکہ محبوں کی سرزین ہے۔ بلوچستان کی ثافت تھے در تھے بھائی چارگی کا صوبہ ہوا کرتا تھا مگر شاید اب اس کو کسی کی نظر لگ گئی۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ہم اور آپ اپنے خلوص اور انس کو فراہمیاں دینے پر قادر ہو جائیں تو ایک حکومت اور ایک اچھی مملکت کے خدوخال یہی ہو سکتے ہیں کہ یہاں انسانوں کے مابین مبعث و احترام ہو۔ خلوص و انس کی فراہمیاں ہوں۔ اپنی ذات کی نفع کر کے دوسروں کو آرام پہنانے کا جذبہ فرمان ہوں مگر افسوس کہ حالات کچھ مختلف ہی نظر آرہے ہیں۔ جو دکھ اور افسوس کا مقام ہے۔ یہ سرزین اور اس پر لئے والے باشندے بت ہی ختنہ حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہاں کی سڑکیں نہایت ختنہ حالت میں ہیں۔ لوگ اب بھی جسے ہم سائنسی دور کرنے ہیں صاف پانی پینے سے محروم چلے آرہے ہیں۔ جیسے صدیوں پسلہ تھے۔ جناب اپنیکر! صحت عامہ کی بنیادی ضروریات سے ہماری عوام اس طرح نا بلد اور محروم ہیں جس طرح قرون و سطی میں لوگ زندگیاں بسر کیا کرتے تھے۔ حالانکہ ترقی یافتہ ممالک میں اس شبے پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے اور نت نئے ایجادات میں سامنے آتی رہتی ہیں۔ جناب اپنیکر! تعلیم کا شعبہ ان بنیادی ضروریات میں اولین حیثیت کا حامل ہے جو ملک کی موجودہ اور آنکھوں کی تربیت علمی، آگاہی، ذہنی اور شعوری بیداری کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی طرح سمجھا جاتا ہے۔ جناب اپنیکر صاحب! ہمارے ایجوکیشن منڈر اس نامم ایوان میں موجود ہیں "یقیناً" وہ ایک بت ایجوکلیڈ اور علم اور آگنی سے مالا مال ہیں۔ میں ان کا ذاتی طور پر قدر کرتا ہے میں اس چیز کو اچھی طرح سمجھتا ہوں بلکہ میرے تمام جتنے بھی معزز ارائیں اس سبیلی ہیں اس نامم تشریف رکھتے ہیں میری اس بات کی حمایت کریں گے کہ وہ معاشرہ اور قومیں اور وہ طبقے آجھے نہیں جائیں جو تعلیم و خاندگی سے محروم چلی آرہی ہوں لہذا میں اس سلسلے میں چند تجاویز

پیش کروں گا جناب اپنیکر۔ آج صوبہ بلوچستان میں ہماری زیادہ تر آبادی دیساتوں میں رہ رہی ہے اور دیساتوں میں رہنے والے سرفیصل سے زیادہ عموماً "ناخواندہ اور پسمندہ نیز جدید دستیاب سولوں سے محدود ہیں۔ کہیں اگر اسکول اور مدارس موجود ہیں تو یا اس کی عمارت ہافتہ بہ حالت میں ہیں۔ پینے کا پانی اور چار دیواری دستیاب نہیں ہے۔ اساتذہ کی تعداد کم ہے اور باقاعدہ حاضری کے اعتبار سے یا تو اساتذہ ندارد اور یا پھر طالب علم موجود نہیں ہیں۔ کتابوں اور کاپیوں کی بھرما رنے تعلیم کو مزید منگا کر دیا ہے جو طلبہ اور طالبات میزک ایف اے اور بی اے پاس کر لیتے ہیں وہ بیروزگار ہونے کے سبب دیہات میں بچوں کو ان کے ورثاء مدارس نہیں بھیجتے۔ یہ ان کی راہ میں زندہ مثالوں کی صورت میں موجود رہتی ہیں۔ پرانگری اسکولوں میں اٹھارہ انسیں سال کے نوجوان اساتذہ کا تقدیر ہوتا ہے جناب اپنیکر۔ جن میں معہوم اور کسی بچوں کی بھہ جت تعلیم و تربیت کی الہیت نہیں ہوتی۔ تدریسی طور و طریقے اور بچوں کی اعلیٰ تربیت کا انہیں علم نہیں ہوتا۔ پرانگری کے طلبہ و طالبات کے لئے منظور شدہ اور غیر منظور شدہ بھاری بستہ کاپیوں اور گائیڈوں کا اضافہ دیکھنے والوں کو حیران کروتا ہے جناب اپنیکر۔ کاروباری مدرسے کے کے۔ جی (K-G) اور نزمری کے ستوں کا وزن "عموماً" بچوں کے وزن کے مساوی ہوتا ہے۔ اس طرح بچے کو ایک بار بردار بنا دیا گیا ہے۔ اس کے والدین کی جیسیں کافی جا رہی ہیں۔ شروع کی تعلیم مہنگی ہوتی جا رہی ہے۔ غریب طبقے کے بچے مارے مارے ناخواندگی کا فکار ہوتے جا رہے ہیں اس صورت حال کو بہتر بنانے اور اخلاقی انحطاط اور مادہ پستانہ روشن کے خاتمے کے لئے ہمیں جنگی بنیادوں پر کام کرنا ہے۔ ایک ساتھ گھرنای اور اخوت و ایثار کے عمل کو تیز کرنا ہے۔ پرانگری میں زیادہ تین کتابیں ہوئی چاہیں۔ ان منظور شدہ کتابوں کی بجائے یا مزید قسم کی کتاب لگوانے کا سد باب موثر ہو۔ جناب اپنیکر! فی اداروں کے قیام کی طرف بھرپور توجہ ہوئی چاہی۔ یہ ایک مسئلہ امر ہے کہ قوم کو بچوں اور بیویوں کی تعلیم کے بغیر وطن عزیز مضبوط، خوشحال اور ترقی یافتہ نہیں ہو سکتا اور بالخصوص صوبہ بلوچستان تو ناخواندگی اور معیار تعلیم میں روز بروز یچھے چلا جا رہا ہے۔ یہاں یہ

امر بھی پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ہمارے معاشرے کا ایک بہت ہی اہم اور قابل احترام طبقہ ہمارے استاروں کا طبقہ ہے مگر افسوس کہ ہر دور میں اس طبقے کے ساتھ امتیازی سلوک بھی ہوتا گیا ہے۔ یہ طبقہ اساتذہ کرام کا ہے۔ جناب اپنے! اگت انہیں سو اکیانوے کو ایسیں ایسیں تی اور ایسی وی ایساتذہ کو گریڈ بی سولہ میں گزینیہ قرار دے کر ان کو اختیار دے دیا گیا تھا کہ وہ اپنی تنخواہ ملکہ خزانہ سے خود برآمد کریں۔ یہ اختیارات اس لئے توفیض کئے گئے تھے تاکہ اساتذہ کرام کا معاشرے میں وقار بڑھے مگر بے حد افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بارہ جون انہیں سو چور انوے کو موجودہ حکومت کے ملکہ تعلیم نے ایک نوٹیفکشن جاری کیا اور گریڈ سولہ کے اساتذہ کرام کو ان گزینیہ قرار دے کر وہ اختیارات واپس لے لئے گئے کیا یہ اساتذہ کرام کے ساتھ نا انصافی اور امتیازی سلوک نہیں؟ جب کہ دیگر حکوموں میں گریڈ سولہ کے افران بدستور گزینیہ ہیں اور اپنی تنخواہیں خود برآمد کر رہے ہیں۔ جناب اپنے! اسکوں سائیڈ کے اساتذہ کے حقوق کی حق تلفی بھی کی جا رہی ہے۔ جب کہ اسکوں اور کال کیدر کے ملازمین کی شیاریٰ بالکل علیحدہ علیحدہ ہیں۔ یہ سرو سرزد لزی خلاف و رزی ہے۔ ان آسامیوں پر دوسروں کی حق تلفی کیوں کی جا رہی ہے۔ اس بے انصافی سے اسکوں کے اساتذہ میں یقیناً ”شدید“ بے چینی محسوس کی جا رہی ہے۔ انہیں سو چور انوے پہچانوے کے بجھ میں اساتذہ کی خالی آسامیوں کا جو اعلان کیا گیا ہے یہ آسامیاں ڈویژن وائز تقیم کی جائیں گی۔ یہ آسامیاں اس بارے میں ملکہ تعلیم کی طرف سے وضاحت کی انتہائی ضرورت ہے کہ یہ کون کون سے ڈویژن کے لئے ہوں گی۔ جناب اپنے! میں اپنی بلوچستان کی اس اقلیت کا ذکر بھی ضرور کروں گا جنہوں نے مجھے منتخب کر کے اس مقدس ایوان میں بھیجا ہے۔ بلوچستان کی قبائلی روایات اور تاریخ انسانی رشتہوں کے حوالے سے بلا تفریق و امتیاز ہمیشہ درخشن رہی ہے جس میں اقلیتیں ہمیشہ وقار سلامتی اور عزت کے ساتھ اس سر زمین پر صدیوں سے رہتی چلی آ رہی ہیں۔ ان روایتیں میں ہر لحاظ سے رنگ و نسل اور نمذہب کے لحاظ کے بغیر یہاں کے باسیوں کے ساتھ رواداری، برابری، مساوات اور محبت کا بر تاؤ ہوتا رہا ہے۔ اس کے لئے

آپ تمام معزز ارکائیں یہاں کے قبائلی عوام کیں، مذہبی رہنماء اور سب سے بڑھ کر یہ دھرتی ماتا، یہ سرزین قابل ستائش ہے۔ ہم اس پر فخر کرتے ہیں اور اسے سلام پیش کرتے ہیں اور اسے اپنی اور اپنی ہندو ہر اوری کی طرف سے سلام پیش کرتے ہیں۔ جناب والا! ان کلمات کے بعد اگر کچھ معمروضات اس سلسلے میں پیش نہ کروں تو یہ اپنے بھائیوں کے ساتھ میری صریحاً ناالصافی ہو گی۔ لہذا انصاف کے تقاضے مجھ سے مقاضی ہیں کہ ایک بھائی کے ناطے میں یہ تمام معمروضات آپ کے سامنے پیش کروں۔ جناب والا! پچھلے کچھ سوالوں سے پاکستان کے اندر اور خصوصاً "بلوچستان کی سرزین پر جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں وہ کسی طور پر بھی صحت مند، ترقی یافتہ اور فلاجی نہیں کی جاسکتیں۔ اقتداری طور پر اور اجتماعی طور پر بھی ایک لحاظ سے آج صحت مندانہ اور اخلاقی قدروں سے ہم بہت پیچھے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمارا یہ معاشرہ جس پر ہم فخر کرتے تھے اس کی صحت مندانہ روایات ایک گھن زدہ چیز کی طرح روپہ زوال ہیں۔ جو نہ صرف اس صوبے کے لئے بلکہ پورے ملک کے لئے پاکستانی سماج کے لئے ایک بڑے خطرے سے کم نہیں اور اسے روکنا صحیح سمت دینا ہمارا، آپ کا اور سب کا اولین اخلاقی، انسانی اور مذہبی فریضہ بتا ہے جو کہ ایک جموروی معاشرے میں دوسروں کے لئے نظر کو صبر و تحمل سے سنتا ہی اولین ضرورت نہیں بلکہ دوسروں کی رائے کا احترام جمورویت کی خوبصورتی اور روح ہے۔ جناب اپنیکر! اس تہمید کے بعد میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ پچھلے چند سوالوں سے ایسے قوانین مرتب کئے گئے ہیں جن کا مطیع نظر میرے اور مقلیتوں کے لئے نظر سے کسی طور پر بھی مبنی بر انصاف نہیں تھا۔ اس میں سرفراست جداگانہ طریق انتخاب کسی طور پر بھی ہمارے معاشرے کے لئے سودمند ثابت نہیں ہوا۔ ان قوانین کی وجہ سے پیشتر گلوب طریق انتخاب کے دور میں اقلیتیں اپنے اپنے خطوں میں ایک ممتاز مقام رکھتی تھیں اور خاص طور پر ہماری ٹرانیپبل سوسائٹی میں تو اقلیتوں کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ بعض اوقات تو ان کی رائے کو اکثریت پر فویت ہی ملتی رہی ہے۔ لیکن برابری کا درجہ ہر دو ریس دیا

جاتا رہا ہے۔ مساویے موجودہ دور کے پاکستان کی تاریخ میں اس قسم کی مثالیں پیش کی جاسکتیں ہیں کہ اقیتوں نے قانون سازی اور ملکی معیشت کو صحت مند انداز دینے کے سلسلے میں گراندھر خدمات انجام دی ہیں۔ جن میں پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سفر ظفر اللہ خان اور پہلے وزیر قانون و انصاف جناب جو گندرناتھ منڈل سرفراست نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ ماضی کی تاریخ کا ایک روشن باب تھا۔ جناب اپنیکرا! اس دور میں اقليتیں بھی بھی اس یکنظر فہ اور زور آوری پر مبنی جدا گانہ طریق انتخاب سے نہ دوچار ہوئی تھیں اور نہ یہ سوچ سکتی تھیں۔ اس طریق انتخاب نے اقليتوں کی اقتصادی اور معاشری زندگی پر ایک ایسی کاری ضرب لگادی ہے جس سے وہ موجودہ قومی رہارے سے کٹ کر علیحدہ ہو گئی ہیں اور بڑی بے چارگی و کسپری کی انتہائی حالت سے دوچار ہیں جو ایک بہت بڑا انسانی الیہ ہے۔

جناب اپنیکرا! بلوچستان کی اگر پسمندگی کی تفصیل میں جاؤں تو میرا اندازہ ہے کہ اس پر سختیوں لگ جائیں۔ خدا کرے کہ ہماری یہ پسمندگی دور ہو۔ موافقانی نظام کے بارے میں گزارش کروں گا کہ تاریخ نے ثابت کر دیا ہے جس ملک کا موافقانی نظام ناقص ہے۔ وہ ملک کبھی بھی آگے ترقی نہیں کر سکتا۔ آج اس وقت ہمارے بلوچستان کی روؤں کی حالت ہائی ویز کی حالت توجہ طلب ہے۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ آنے والی نسلوں نے گزشتہ نسلوں کو مورود الزام ٹھہرایا ہے۔ کسی بھی ملک کی ترقی کے راز یقیناً "اس کے موافقانی نظام میں ہی مضر ہیں۔"

جناب اپنیکرا میں ملکوں ہوں آپ نے مجھے تقریر کرنے کا موقع دیا۔ میں اپنی تقریر کے اختتام سے پہلے یہ بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں بھیت منتخب ڈپنی اپنیکر ہوں اس اگفتہ ہاؤس کا۔ میں اپنے جموروی وطن کے قائد اور ان کے رفقاء کار کے ساتھ ساتھ اپنی معزز ارکین اسیبلی کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنوں نے مجھے ڈپنی اپنیکر منتخب کر کے پاکستان کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ میں بھیت ڈپنی اپنیکر بلوچستان صوبائی اسیبلی کے اضاف اور اسیبلی کے ساتھ attach سی اینڈ ذیلوں کے اضاف کے نئے بھی

ایک ماہ کی بونس تنخواہ دینے کی گزارش کروں گا۔ فائس مشرکو اور ساتھ ساتھ صوبائی اسمبلی کے ملازمین کو بجٹ سیشن کے بعد ایک بونس تنخواہ بعہ فل انکرمنٹ دی جاتی رہی ہے۔ لہذا میں ان کے لئے پر زور سفارش کرتا ہوں کہ گزشتہ کئی سالوں کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اس سال بھی انہیں یہ روایت بخشی جائے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کا، ممبران اسمبلی کا ملکوں کے جنوں نے مجھے بہت سنا۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔ خدا حافظ

جناب اسپیکر :- سید شیرجان بلوج

سید شیرجان بلوج :- جناب اسپیکر! معزز ارائیں اسمبلی بجٹ ۱۹۹۵-۹۳ء پر کافی عرصہ سے بجٹ ہو رہی ہے۔ ہمارے دانشوروں نے ہمارے نمایت قابل ممبران نے اس بجٹ پر اپنا نکتہ نظر پیش کر دیا۔ عجیب اتفاق ہے کہ جب بجٹ پر ایوان پر بجٹ ہو رہی تھی نہ صرف حزب اختلاف بلکہ حزب اقتدار کے بہت سے لوگوں نے اس بجٹ کو غیر منصفانہ بہم اور غیر متوازن بجٹ قرار دیا ہے۔ یہ چاہئے تھا کہ حزب اختلاف بجٹ کے ویک پوائنٹس Weak Points اسمبلی کے سامنے لاتے اس پر تنقید کرتے اور اپنے علاقوں کے لئے یا اپنے حلے کے لئے یا بلوچستان کے لئے اس پسمندہ ترین جگہوں کے لئے کچھ اسمبلی کو کہتے اور حزب اقتدار کے لوگ اس کے جواب میں مشتبہ جواب دیتے۔ لیکن یہاں پر معاملہ کچھ الثاہی ہے۔ حزب اقتدار کے ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب نے جب کل اپنی تقریر کی تو ہمیں محسوس ہوا کہ یہ بجٹ جس کو ہم غیر متوازن یا بہمی یا غیر منصفانہ کہتے ہیں تو اس کو ہمارے ڈاکٹر صاحب نے جو ثریوی یہنہ ہو پہنچے ہیں انہوں نے بھی اسے اس انداز میں پیش کر دیا۔ نہ صرف الفاظوں کی حد تک جس طرح ہم جیسے ہیں ہم تو اکنامی نہیں ہیں۔ یہ نہیں جانتے ہیں کہ بجٹ کو پورو کریں کس طرح تیار کرتے ہیں اور سامنے رکھتے ہیں۔ اسکے پوائنٹس کو نکال کر تنقید کر سکیں۔ لیکن اقتدار میں یہ ہوتا ہے، کمبوو کریں اور اقتدار کے ممبران اور وزراء سب مل کر اکٹھا بیٹھتے ہیں اور بجٹ کو بناتے ہیں۔ تو عجیب اتفاق ہے اقتدار کو بھی ٹکاہت ہے اس بجٹ سے اور اختلاف کو بھی ٹکاہت ہے۔ جناب والا! موجودہ بجٹ کا ہونا یہ چاہئے تھا کہ اس

بجٹ کو مبران اسلی چاہے وہ اپوزیشن بیٹھ پر بیٹھے ہوں اور ان کا تعلق کسی بھی پارٹی سے کیوں نہ ہو یا حزب اقتدار کے لوگ مبران مل بیٹھ کر اپنے وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک ایسا بجٹ پیش کرتے کہ وہ بجٹ ہمارے اس پسمند صوبے کے لئے ایک قدم اور منزل کی طرف ہمیں رواں دواں ہونے میں مدد رہتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ اس بجٹ کو تیار کر کے ایسا محسوس ہوتا ہے فائس نشر کے حوالے کیا گیا ہے کہ آپ اسے پڑھیں اور سنائیں۔ جناب والا! اس بجٹ میں چار سو سالہ (۲۰۶۷) کو روپے کتنے ہیں کہ ترقیاتی پروگرام کے لئے رکھے گئے ہیں۔ اس میں بھی دو سو نو ۲۰۹ کروڑ روپے غیر ملکی منصوبہ جاتی امداد شامل ہے۔ لیکن اس بجٹ میں یہ نہیں بتایا گیا، یہ واضح نہیں کیا گیا کہ یہ رقم کہاں کس مدد اور کوئی اسکی محاذات ہیں جو پارٹی کی بنیاد لوگوں کے لئے روزگار کی بنیاد بن سکتی بلکہ انجوکیشن سخت یا صاف پینے کے پانی کے لئے ایک اہم منصوبہ اس رقم سے بنایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ہمارے مخزروں کنے حید اچنگی صاحب نے پہلے ہی کہا تھا کہ ہمارے صوبے کا سب سے بڑا مسئلہ پانی کا ہے۔ پانی کی میں ہم یہ سرج سفل گورنمنٹ کی طرف سے بھی ہوا اور صوبائی گورنمنٹ سے بھی کیا۔ اس سر زمین پر واڑیا پانی کی جو سطح ہے وہ سطح Deep چلی جا رہی ہے اور پانی ٹھلی سطح پر جارہا ہے۔ تو اس کے لئے کیا منصوبہ بندی کی گئی؟ جناب والا! جیسا میں نے کہا کہ سر زمین بلوچستان میں پانی کی سطح روز بروز گرتی جا رہی ہے۔ زیر زمین نیچے چلی جا رہی ہے۔ اس کی منصوبہ بندی کا کیا ہوا ہے۔ اس کے تدارک کے لئے کیا ہوا اور اس بجٹ میں اس مدد کے لئے کیا رکھا گیا ہے۔ یہ کچھ پتہ نہیں چلتا۔ کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔ اس کے لئے کوئی عملی اقدام نہیں کیا گیا ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں جو زیر زمین پانی ہے اور یہ نیچے چلا جا رہا ہے اور ہم ایسی پی اے کو جو ستر لاکھ کی اسکیموں کی نشاندہی کرنے کے لئے کہا گیا ہے ہمارے لئے یا کسی اور ایسی پی اے کے لئے یہ متعجاش نہیں رہتا کہ وہ کوئی ایسا منصوبہ بنائے یا اسکیم دے سکے کہ اس کا تدارک کر سکیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ یہ کرتے ہیں کہ ایک اور ثوب دلیل کا اضافہ کر دیتے ہیں اور ایک ثوب دلیل لگا کر پانی کی سطح کو مزید گمرا کرنے کے لئے ایک

اور باب کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ جناب والا! اس کے لئے ایک منظم منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ دوسرا یہ کہ ویسے بھی پانی کے مسئلے پر خاص توجہ نہیں دی جاتی ایک مثال میں آپ کو اپنے علاقے کی رہتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے جب ضلع گوادر کا دورہ کیا لوگوں کی شکایتیں سنیں تو ماں ۲۳ لاکھ روپے آکڑہ ڈیم اور ساجی ڈیم کی لئے دیئے۔ کماں کو ملا کر گوادر اور جیونی کو پانی سلانی کی جائے اور یہ سلانی اس جون تک ہر صورت میں کامل ہو جائے۔ لیکن ان پیسوں کا کیا ہوا آج تک نہ جیونی کو پانی ملا ہے نہ گوادر کو۔ جب کہ جون ختم ہو رہا ہے کہ وہ پاسپ سے ملا کر جیونی کو پانی دیتے نہ گوادر کو پانی ملا بلکہ بارش ہونے کے باوجود ڈیم بھرنے کے باوجود پانی کا ذخیرہ کافی موجود ہونے کے باوجود وہاں پانی نہیں ہے۔ آج نہ صرف ضلع گوادر پہنچیا ہے آپ کا پیکان پانی سے محروم ہوتا جا رہا ہے، بہت سی لاکھوں کو کاش دیا گیا ہے۔ گزارش ہے ان لاکھوں کو بنادیا جائے اس طرح سے اب اور ماڑہ کا پانی کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ وہ اس طرح کہ ہمارے ہاں ترکش کمپنی سی پورٹ Sea Port بنانے کے لئے تھیک دیا گیا ہے۔ وہ بھی پلک ہیتھ کے انجن سے ہی پانی لیتے ہیں۔ جس سے اور ماڑہ شرک کو پانی سلانی کیا جاتا ہے۔ اس انجن سے وہ پنی چھ ہزار فنری کوییں سے پانی دیتے ہیں اور شرک پانی سے محروم ہو رہا ہے۔ اس طرح پی ایچ ای وائلے اپنی منصوبہ بندی اور پلانگ پر بہت فخر سے کہتے ہیں کہ ہم وہاں کے لئے کافی منصوبے بنا رہے ہیں۔ اس بجٹ میں یہیں ایک گزارش کرتا ہوں کہ یہ چویں لاکھ اور دس لاکھ روپے وزیر اعلیٰ صاحب کی مردانی کی وجہ سے ہمیں ملتے رہے ہیں لیکن ان سے عوام کو کوئی فائدہ پہنچایا جا رہا ہے اس لئے کہ وہاں پر ان افران کی کوئی پوچھ گچھ کرنے والا نہیں ہے۔ ایک رفہ ہمارے وزیر صاحب گوادر پلے گئے ان سب کا تبادلہ کر کے ایکیں سے لے کر ایس ڈی او اور سیسٹر Overseer تک کا تبادلہ کر دیا لیکن کچھ عرصے بعد پھر دوبارہ انہی کو وہاں تعینات کر دیا۔ جناب والا! اس طرح سے میں یہ سمجھتا ہوں جو اور جگہوں پر واٹر سلانی کی اسکیمیں ہیں جیسا کہ شکایت کی جا رہی ہے کہ پانی کی سطح روز بروز گرتی جا رہی ہے، ہمیں ہوتی جا رہی ہے لیکن اب دنیا اکیسویں صدی میں داخل ہو چکی ہے۔ یہاں پر ہمیں

یہ کرنا چاہئے جو ذی نیشنلائزیشن پلائٹ ہے سمندر کے پانی کو میٹھا کرنے کا پلائٹ ہے گواہر اور جیونی، چسٹی اور ماڑہ کے لئے ہے اس بجٹ کے اندر اس کے لئے رقم مخفی کی جائے اور کم از کم ایک سال میں ایک جگہ کوپانی دیا جائے اور یہ سمندر کے ذریعے پانی میٹھا کر کے سپلانی ہو اور ذیم، ثبوب ویل پیپر میں رکھ دیئے جائیں تاکہ جب ذیم بھرے ہوئے ہوں پھر ان سے بھی بعد میں ان کو پانی دیا جائے۔ جب ذیم خشک ہو جائیں تو سمندری پانی کا پلائٹ ہے اس کے ذریعے عوام کوپانی سپلانی کیا جائے۔ جناب والا! اسی طرح تعلیم کا مسئلہ ہمارے علاقے اور صوبہ میں انتہائی ضروری ہے۔ پچھلے وقوف میں یہ ہوا کرتا تھا کہ میڑک پاس کو ملازمت دے کر ان کو بعد میں ٹریننگ پر بھیجا جاتا تھا اور بعد میں ان اسکولوں میں پڑھانے کے لئے بھیجا جاتا تھا تاکہ وہ ٹرینڈ ہو کر بعد میں وہاں بچوں کو پڑھائیں۔ لیکن اس پالیسی کو تبدیل کر کے وہ غریب کا لڑکا جو میڑک پاس ہے تو اس کو کہتے ہیں کہ وہ اپنی جیب سے پہلے جا کر ٹریننگ کرے اپنے اخراجات سے پھر جا کر درخواستیں دے یہ اس کی قسم ہے اس کو پھر انجوکیشن میں نوکری ملے یا نہ ملے تو اس میں کیا ہو گا جو غریب کا لڑکا ہے۔ میڑک پاس ہو کر بے روزگاری کا شکار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی طاقت صرف یہ ہوتی ہے کہ میڑک تک اس کو پڑھائے، آگے اس کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس میں وزیر تعلیم صاحب کو یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ وہ اس میں یہ رکھے، بھلے وہ میڑک پاس لڑکوں کو تعلیمات کر دے لیکن سب سے پہلے وہ اسی تشوہ پر چھ ماہ کی ٹریننگ کرے اور بعد میں اسکول آگر پڑھائے جس طرح پرانے رسم کے تحت وہ پڑھاتے تھے اور بعد میں ٹریننگ کے لئے جاتے تھے اس کو اس طرح کر لیا جائے کہ وہ پڑھانے کی بجائے تعلیمات ہو کر سب سے پہلے ٹریننگ کرے پھر بعد میں بچوں کو پڑھائے۔ اور میں نے اس کے لئے اصل تجویز جو قرارداد کی شکل میں دی تھیں وہ اس طرح تھی کہ پرانی سطح پر انگریزی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔ کیونکہ ہمارا بچہ جو دن ساتوں میں جنگلوں میں پڑھتے ہیں وہاں پر اردو بھی ان کے لئے غیر زبان ہے اور انگریزی بھی غیر زبان ہے لیکن وہ میڑک تک پہنچ جاتی ہیں ان کے لئے اتنا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے بہن بھائی دیگر کو اردو میں چٹھی لکھ سکتے ہیں تو اسی طرح

اگر وہ پر ائمہ سے انگریزی پڑھنا شروع کر دیں تو وہ میٹرک پڑھنے کے بعد انگریزی میں اپنے بن بھائیوں کو وہ خط لکھ سکتے ہیں بلکہ جب وہ آگے پلے جاتے ہیں امیر کے بچوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں جو اپر کلاس Upper Class کے لوگ ہوتے ہیں جو سرمایہ دار ہیں جو جاگیردار ہیں ان کے بیٹوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ان کا ہر سٹھن پر غریب کے پنج بھی نوکریوں کا حصہ مقابلے کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن وزیرِ موصوف نے اس قرارداد کے بارے میں تجویز کیا کہ میں نے اس کے بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب کو بتایا ہے، سرمی بھیجی ہے، سرمی تیار ہو چکی ہے۔ ہمیں کام کیا آپ اس پر مزید زور نہ دیں کیونکہ ہم آپ کے ساتھ ہیں ہم اس کو بعد میں ضرور کر لیں گے۔

جناب والا! ایجوکیشن میں ۳۰۰ پر ائمہ اسکول میں سے ۱۲ کو ہائی کا درجہ پڑھانے اور ۱۵۰ اسکولوں کی عمارتیں بنانے کا کام شامل ہے لیکن میں یہ یہاں پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنے پر ائمہ اسکول کھولے جاتے ہیں تو وہاں پر وہاں کے عوام کے نمائندوں کو اعتماد میں لے کر کیا جائے ایس ان ہو کہ اگر ادھر ہیں پر ائمہ اسکول ہیں اگر ادھر ہیں پر ائمہ اسکول ہے اور ۱۰۰ اگر کہیں پر ہے تو وہاں پر ائمہ اسکول نہیں ہے اور سیاست کا شکار ہو گئے ہیں۔ ان کو پر ائمہ اسکول نہیں ملا۔

دوسری طرف مل اسکولوں کو ہائی اسکول کا درجہ دینے کا سوال ہے۔ "خصوصاً" میرے علاقے کو تین ساڑھے تین یا چار سالوں سے ایک بھی مل اسکول نہیں ملا اور نہ ہی ایک ہائی اسکول ملا اس گورنمنٹ میں آئے کے بعد میں جناب ڈاکٹر عبد المالک کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تین چار سالوں کے بعد میرے علاقے میں ایک ہائی اسکول دیا۔ ایک مل اسکول دیا اور ایک گرلز اسکول دیا۔ ان تین یا چار سالوں میں ہمارے علاقے کو کچھ بھی نہیں ملا تعلیم کی مد میں۔ لیکن اس دفعہ ہم گزارش کرتے ہیں کہ یہ چار سالوں کا کوئی ہے اس کو یہاں پر ختم نہ کیا جائے بلکہ ہمارے علاقے میں ایک دفعہ ایک گورنر صاحب آئے تھے پتہ نہیں رحیم الدین خان تھے با کون تھے نہیں میں آئے تھے اور نہیں میں ہی اعلان کیا تھا کہ نہیں کا جو اسکول

ہے وہ ہائی اسکول ہے۔ اس کو ہائی اسکول کا درجہ دیا گیا۔ اس وقت گورنرزوں کے اختیارات تھے اور وہاں پر بلڈنگ بھی ہنا کر تیار کر دیا گیا۔ اس مرتبہ خصوصاً "میری گزارش ہے کہ ڈسٹرکٹ گوارڈ کے لئے نہیں کوئی ترجیح کی بنیاد پر دیکھا جائے۔ کیونکہ اس کی بلڈنگ مکمل ہے۔ اب اگر اس کو کوئی دیا گیا تو اس کے دروازے بھی لکل جائیں گے۔ اس کی بلڈنگ بھی فتح ہو جائے گی اور سارا نقصان ہمارے گورنمنٹ پر ہوتا ہے۔ دوسری جانب جناب والا صحت کا بھی یہی مسئلہ ہے۔ صحت کے لئے اس دفعہ میرے خیال میں کچھ کم ہی رقم مختص کئے گئے ہیں۔ Priority پر تو کوئی کو رکھا گیا اس کے بعد منصوبے بننے چاہئے کیونکہ یہ ہمارا دارالخلافہ ہے یہ ہمارے بلوچستان کا بلکہ قلعہ ہے اس کو تو ہر لحاظ سے آگے جانا چاہئے لیکن دیہاتی لوگ جو ہر قسم کے صحت کے ہر قسم کی سولت سے محروم ہیں یہاں پر اب تک جو ڈپنڑوں قائم کی گئیں ہیں، دوایاں نہیں ہیں۔ کپاونڈر جو تعینات کئے گئے ہیں تو ڈیوٹی پر نہیں تو اس طرح اس دفعہ دیہاتوں کے لئے ڈپنڑوں کی تعداد کو بالکل گھٹایا گیا یعنی ہم تو اس طرح ناامید ہیں کہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں شاید ہی کوئی ڈپنڑی ملکہ صحت کی جانب سے اس سال ملے۔ دوسری طرف ڈاکٹروں کی تعیناتی یہ تو ایسا مسئلہ ہو گیا ہے کہ کوئی سے لے کر ہم گوارڈ جائیں۔ بھچلی گورنمنٹ میں بھی ڈاکٹروں نے زار و قطار رویا نشروں کے پاس گئے لیکن کوئی شناوائی نہیں بلکہ وہ سیاست کے بھیت چڑھ گئے۔ میرے علاقوں میں سمجھتا ہوں کہ ابھی شروع ہو چکا ہے کہ جو نیز ڈاکٹروں کو ایم ایس کا درجہ دے کر وہاں تعینات کر دیا گیا اور سینز ڈاکٹروں، مقامی ڈاکٹروں کو وہاں پر چھوڑ دیا گیا اور ماڑہ کی مثال یا گوارڈ کی مثال ہمارے سامنے ہیں۔ ہمارے نشر صحت خود ہی بتا سکتے ہیں کہ کس طرح جو نیز کو ایم یو اور ڈی ایم کی جگہ پر رکھا گیا اور کس طرح وہاں کے سینزروں کو وہاں کے مقامی لوگوں کو نکال کر دوسری جگہوں پر تعینات کیا گیا۔ جانب اپنیکر میری تجویز ہے بلکہ ہم تو کچھ نہیں کر سکتے بلکہ عرض کر سکتے ہیں کہ صحت جو ایک بنیادی ضرورت ہے اس کے بھت میں اضافہ کر کے اور اس بات کو ترجیح دی جائے کہ دیہاتی علاقوں میں صحت کے لئے موڑ انتظامات ہو سکیں۔ ملکہ زراعت یا آبپاشی کو ہم لے

خصوصی طور پر ترقی دینے کا تیرہ کر رکھا ہے۔ لیکن یہاں پر جو بجٹ تقریر ہے اس میں جواہم منصوبہ ہے زراعت کے لئے زراعت کو آگے بڑھا سکتا ہے۔ زراعت کی پروگریس ہو سکتی ہے۔ اس پر کوئی خاص بات ہمیں نظر نہیں آتی۔ جب ثوب و بیلوں کا ذکر آ جاتا ہے یا ذیلے ایکشن ڈیموں کی بات کی جاتی ہے تو ہم اس بجٹ میں نہیں دیکھتے ہیں کہ بلوچستان کے اندر محکمہ آپاشی اور برقيات کے مکھے کے کتنے ذیلے ایکشن ڈیموں کی منظوری دی ہے۔ جب کہ وہ خود ہی کہتے ہیں کہ جب تک چھوٹے ڈیزاین ہی پہنچانے پر ذیل نہیں بنائے جاتے ہیں تو اس واڑ جو ڈیپ جارہا ہے یا اس کی سطح پرچلی ہو رہی ہے اس کو کنٹرول نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن منصوبے کیا بنائے گئے ہیں کچھ اس میں نظر نہیں آتا تو میری گزارش ہے کہ اس میں ثوب و بیلوں کے ساتھ ذیلے ایکشن ڈیم پروگرامز کہ دیئے جائیں جو ہمارے علاقے میں کافی سودمند ہو سکتے ہیں۔ پورے سکران میں چھوٹی چھوٹی ندیاں ہیں ان کو اگر باندھا جائے ان کے ذریعے زراعت کو فروغ دیا جائے اور وہاں پر لوگوں کا تو ایک ہی ذریعہ معاش ہے وہ ہے زراعت لیکن چونکہ وسائل نہیں ہیں ان کو آگے بڑھانے کے طریقہ کا نہیں ہے منصوبے نہیں ہیں اس لئے وہ ان سے محروم ہیں۔ دوسری طرف پی ایچ ای و الون نے جو وہاں ذیماں میں دس یا میں گھر ہوتے ہیں یا پچاس گھر ہوتے ہیں واڑ پلاٹی اسکیم ایک ایم پی اے وہاں پر دے دیتا ہے تو انہوں نے یہ پالیسی رکھی ہے کہ جی وہاں کے آدمی کو وہاں کے لوگوں کو یہ ثوب ویل کے ڈیزلان کے نوکری اور ان کے پرزہ پارٹ سب کچھ خود چلانے ہوں گے اور وہ بے چارے کیا ہیں دو وقت کی روٹی وہ بمشکل تلاش کرتے ہیں۔ یعنی ان کے ذرائع معاش ہی نہیں ہیں۔ ایک تو ہم منصوبہ نہیں بناتے ہیں کہ وہاں پر اتنا ہو سکے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ ان کا ذریعہ معاش اس طرح پیدا کیا جاسکے کہ وہ اپنے ہر جیز کو آگے بڑھا سکیں۔ دوسری طرف ہم ان کے اوپر ایک اور بوجھہ ڈال دیتے ہیں تو اللہ ایہ جو پالیسیاں ہیں بجٹ کی میں سمجھتا ہوں کہ یہ پالیسیاں نہ صرف ہمارے دیہاتی علاقوں میں جو ۷۵٪ پر سنت کی آہادی ہے زیادتی ہے بلکہ ان کے ساتھ نا انصافی ہے اور ظلم کی حد تک پالیسیاں مرتب کی گئی

ہیں۔ جناب والا! ملکہ آپاشی اور بر قیات کی مد میں اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ میرے علاقے میں بسول سے لے کر اس طرف پانی کے کافی ذراائع ہیں۔ اسی طرح اگر وہاں پر ثبوب دلیل لگائے جائیں ان کو یہ سوتیں دی جائیں کہ جی آپ ملکہ ذرااعت کی طرف سے یہ ثبوب دلیل لے کر اپنے ذرااعت کو نزدغ دیں اور آہستہ آہستہ پھر ملکہ ذرااعت کو اسی مد میں اسی کے پیدا اور میں پیسہ ادا کریں تو یہ ایک ایسا منصوبہ ہو گا کہ وہاں پر تربت میں ہنچکوئی میں یہ ایک ایسا پروگرام ہو گا جو ہماری ذرااعت کو بھی تقویت دے بلکہ وہاں پر نہیں ان علاقوں میں بھی تو تقویت دے گی تو پیسہ بھی وہ کسان گورنمنٹ کو واپس کر سکتے ہیں کیونکہ کافی ذراائع ہیں اسی طرح سے قطراتی طرز آپاشی کا نظاہ ہے اس کو بھی فروع دینے کے لئے منصوبے تو چھلی گورنمنٹ نے تمیں سالوں میں بنائے کہ جی قطراتی نظام آپاشی کے ذریعے رہاتوں میں جہان پر کم پانی لکھتا ہے یا ایک انجن یا ایک دو گھنٹہ چل سکتا ہے وہاں قطراتی نظام کو ہم رائج کریں گے اور ذراعت کو فروع دیں گے لیکن اس وقت سے لے کر آج تک ہمیں کوئی مثال نہیں ملتی کہ قطراتی نظام آپاشی کے ذریعے وہاں پر کوئی پروگرام بنایا گیا یا وہاں پر کوئی زرعی فارم واقعی بن گیا اور اس فارم نے ملک کو ترقی دی یا ذراعت کو فروع دیا جناب والا بلوچستان کے چھوٹے منصوبوں کی میں جس طرح کے ہمارے معزز ذپی اپسیکرنے بتایا کہ ۲۵ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں لیکن یہ بھی بھیم ہے کہ یہ ۲۵ کروڑ روپے جو رکھے گئے ہیں یہ کس طرح کہاں اور کیسے ان کو خرچ کیا جائے گا۔ تو میری گزارش ہے کہ ۲۵ کروڑ روپے جو آپ لوگوں نے رکھے ہیں ان رقوم سے منتخب نمائندوں کے ذریعے مل بینہ کر ایسا منصوبہ بنایا جائے کہ ایس انہ ہو کہ کسی جگہ ایک ٹیپر نہیں ہے لیکن بلڈنگ بنائی گئی اور نوٹ گئی۔ کپاونڈر نہیں ہے اور بلڈنگ بن گئی اور نوٹ گئی اور دوسری طرف ایک مثال ہے پبلک ہیلتھ کی پسندی میں ایک ایسا پروگرام شروع کیا گیا گزشتہ دور حکومت میں پبلک ہیلتھ والوں کو جب انہی پیسوں میں یہ ۲۵ کروڑ ہیں پتہ نہیں پہلے کتنے تھے جب کچھ پیسے اسی مد میں دیے گئے تو انہوں نے ایک بلڈنگ بنادی بعد میں بورنگ کرنا شروع کر دیا جب دیکھا کہ زمین میں پانی نہیں ہے اور بلڈنگ بن گیا تو جناب والا اس حساب

سے ان پر ایسا لائجہ عمل یا ایسا طریقہ کاررواج دیا جائے کہ یہ بھی پسے ایسا نہ ہو کہ خاک میں
مل جائیں۔ اسی طرح سے میں خود حیران ہوں کہ اس بجٹ سے کچھ ہی روز پہلے اخبارات میں
ہم نے دیکھا اس کے بعد میں تو یہاں نہیں تھا لیکن اخبارات میں میں نے جو پڑھا اس طرح
میں خود حیران ہوں کہ اس بجٹ سے کچھ روز پہلے اخبارات میں یہ دیکھا۔ اس کے بعد میں تو
یہاں موجود نہیں تھا۔ بہر حال میں نے جو پڑھا، ہمارے چیف مسٹر صاحب اور فائلس مسٹرنے
ایک خبر دی کہ مرکز کی طرف سے اس مرتبہ ہمیں بہت سے رقم ملی ہے لیکن ہماری بجٹ
اجلاس شروع ہوئی تو کہنے لگے کہ مرکز کی طرف سے ہمیں کچھ نہیں ملا۔

شہزادہ جامِ محمد یوسف (سینیٹر وزیر)

I have right to give a personal Explanation.

جناب اپسکر :- What

شہزادہ جامِ محمد یوسف :- جس طرح معزز رکن فرمادے ہے تھے کہ

The senior minister has given clearification that give
huge amount has been given by federal government
میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔

سید شیر جان بلوج :- جناب بجٹ سے پہلے کی بات ہے جس ٹائم مرکزی بجٹ کا
اعلان ہوا کہ بلوچستان کے لئے اتنے رقم اضافی مختص کی گئی۔ اس کا مجھے علم نہیں وہ پسے ملے
ہیں یا نہیں۔ پہلے زور کس پروگرام کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جس طرح پچھلی
گورنمنٹ میں بیت المال کا ایک منصوبہ شروع ہوا کہ بیت المال کے لئے اور تعمیر و اصلاح کے
لئے۔ اس وقت کیونکہ چاروں صوبوں اور مرکز میں مسلم لیگ کی گورنمنٹ تھی اور کسی بھی
صوبے نے اس کی مخالفت نہیں کی اور نام المکمل Non Elected لوگوں کے ذریعے تعمیر
و اصلاح کے پسے خرچ کئے گئے۔ جس طرح آج تین صوبوں میں پہلے پارٹی کی حکومت

ہے اور وہ پیپلزورس کس پروگرام کی مخالفت نہیں کر رہے اور صرف یہاں کی صوبائی حکومت مخالفت کر رہی ہے۔ جناب والا میرے خیال میں یہ زیادتی والی بات ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مرکز اور صوبوں کے درمیان ایک رلیشن شپ ہونا چاہئے۔ خصوصاً "پیپلزورس کس پروگرام کے ہمارے میں۔ کیونکہ پیپلزورس کس پروگرام کے حوالے سے جو رقم ملتی ہے۔ وہاں اس صوبائی گورنمنٹ کا حق بتا ہے کہ وہ اس کو داچ کریں لیکن یہ طریقہ کارکہ اس کو بالکل خرچ کرنے نہیں دیں گے۔ یہ نہ صرف یہاں کے عوام کے لئے بلکہ صوبے کی ترقی کے لئے نقصان دہ ہے۔ جناب اسپیکر! آخر میں، میں گزارش کرتا ہوں جس طرح ہر اسمبلی ممبر نے یہاں تکور پر کماکہ اسمبلی کے ملازمین کو روایتی طور پر ایک میئنے کی تحویل دی جاتی ہے جبکہ اجلاس میں لفڑا اس روایت کو برقرار رکھا جائے اس کو نہیں نوٹا چاہئے۔

جناب والا! میں ایک نقطہ بھول چکا ہوں وہ یہ ہے کہ "عموماً" یہ ہوتا ہے کہ ایم پی اے M.P.A کے ملاح مشورے سے اس کے حلقوں کی ترقیاتی اسکیم تیار کی جائے اور آج جو بچا کچھا بجٹ تھا ہمارے چیف منڈر کو ملا۔ میں ستر لاکھ روپے ہر ایم پی اے کو اسکیم دینے کی اجازت ہے۔ اس مرتبہ اکثر ارکین اسمبلی نے زور دے کر کماکہ پیپلزورس کس پروگرام منتخب نمائندوں کے عملہ آمد کی جائے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر منتخب نمائندوں کی اتنی اہمیت ہے تو میری درخواست ہوگی کہ ایم پی اے فنڈز کو ستر لاکھ سے بڑھا کر ایک کروڑ کیا جائے تاکہ عوامی نمائندے بہتر انداز میں اپنے حلقوں میں یہ رقم خرچ کر سکیں۔ شکریہ۔

ڈاکٹر عبد المالک بلوج (وزیر تعلیم) :- جناب اسپیکر مجھے کچھ کہنے کی اجازت ہے۔

جناب اسپیکر :- آپ نے پہلے نام نہیں لکھا یا۔ بہر حال مختصر "بلویں"۔

ڈاکٹر عبد المالک بلوج (وزیر تعلیم) :- جناب اسپیکر! مہماں! بجٹ کے موصوع پر تقریباً تمام دوستوں نے اپنی اپنی ہاتھیں کیں۔ میں تھوڑا بہت اس کو جموں طور پر

ملک کی جمیوری کلپر کے حوالے سے رکھنے کی کوشش کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی انسان اور معاشرہ بغیر سیاسی احکام کے ترقی نہیں کر سکتا۔ کوکہ ہمیں پارلیمانی جمیوری نظام درستے میں برطانیہ سے ملا تھا لیکن وہ نہ تھا جو لندن کے داشت ہال میں صدیوں سے موجود ہے۔ جب سے یہ ملک ہنا ہے اسی دن سے لے کر آج تک اقتدار کی کش کمش رہی ہے اور شروع دن سے ہمارا موقف رہا ہے کہ ہمارے سامنے بنیادی طور پر جمیوری نظام کی اہمیت جمیوری کلپر کے فروغ کی اہمیت ہے۔ لیکن یہاں بجائے جمیورت کو فروغ دینے کی جمیوری کلپر کو فروغ دینے کی ڈویلپمنٹ، کرنے کی ایک دوسرے کی تنقید کو خندہ پیشانی سے سننے کی وجہ سے یہاں ہموا ”ہمارے جو صاحب اقتدار ہیں یا حزب اختلاف والے رہے ہیں ان لوگوں نے ایک دوسرے کے خلاف سازشیں کی ہیں۔ جس کے نتیجے میں میں سمجھتا ہوں آج بھی ملک میں جو سیاسی عدم احکام ہے یہ ہماری ترقی پر ہمارے معاشرے کو وسعت دینے میں اس کے منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ بنیادی اہمیت یہ ہے کہ مجموعی طور پر ملک کے اپوزیشن اور ٹریڈی آپس میں ملکراپنے اندر یہ Girts یا جذبہ پیدا کر لیں کہ ہمیں اس ملک کو جمیوری انداز میں چلانا ہے۔ جمیوری روایات کو فروغ دینا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جو ملک کے مختلف حصوں میں وسائل کی تقسیم ہے وہ نابرابری کا شکار ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اس ملک میں سیاسی احکام نہیں رہا ہے۔ آج یہاں ہم اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ یہ جو گورنمنٹ کے پاس تھا وہ ہم نے اس قصور پر رکھ دیا ہے۔ ۲۲ کروڑ کا بجٹ ڈویلپمنٹ ہو یا نان ڈویلپمنٹ اور اس میں جس کی Breakup ہیں وہ بھی آپ کے سامنے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پہ ہم اس بات پر جھگڑا نہیں کریں کہ کس کو کتنا ملا ہے بنیادی بات تو یہ ہے کہ اگر ہم اس کیک کے چھوٹے سے ٹکڑے پر لڑیں اور جو کیک اصل جگہ پر رکھا ہوا ہے ہم اس کے ہمارے میں سوچیں نہ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمیں فائدہ نہیں ہو گا۔ مسٹر ایکٹر میں یہ ضرور اس ایوان کے نوٹس میں لاوں گا کہ فیڈرل گورنمنٹ کا جو بجٹ ہے اس میں کم از کم میران صاحبان کو ہمیں اس سے دلچسپی لینی چاہئے۔ کیونکہ ۳۸۵ ارب کے اس بجٹ میں جس کے

بریک آف ایک سوارب کے قریب اس کے ڈینچس سروز میں ہے اور Debt سروز میں کوئی ۱۳۵ ارب ہے کو اپریشن ۱۰ ارب ہے فشریز میں ۲۲ ارب ہے تو ان تمام بجٹ کے جو سو شل سکریٹس یا ان کے جو اکنامیکل ایکٹوئٹر پر اس کے اثرات ہوں گے اس میں بلوجستان نہ ہونے کے برابر ہے۔ اب ۳۸۵ ارب کو ہم چھوڑ کے ابھی تک اس کے ڈینچل میں نہیں گئے۔ مرکزی طور پر کہ میں پلپز پارٹی کو سپورٹ کر رہا ہوں لیکن میرا یہ سیاسی فرض بتاتا ہے کہ میں اس کے سامنے یہ باتیں رکھوں۔ چاہئے وہ ہمارے اپوزیشن کے دوست ہوں یا وہ بھی پلپز پارٹی کو سپورٹ دے رہی ہے ہم جائیں اور اس سے پوچھئے کہ آپ نے بلوجستان کو کیا دیا ہے۔ ہم یہاں پر لڑ رہے ہیں کہ جی ہمیں اسکیم نہیں ملا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے جائز نہیں ملا ہے اگر اس تمام کو ہم تجزیہ کر لیں میں سمجھتا ہوں کہ ڈینچس میں جو تقریباً "وس لاکھ" کے قریب لوگ ہیں ان کی جو اکنامیکل ایکٹوئٹر Economical Activities ہو گی اس میں بلوجستان کا کوئی نمبر نہیں ہے۔ ۲۲ فشریز ہے ان میں بلوجستان کی شیز زندہ ہونے کے برابر ہے۔ ستر کے قریب کارپوریشن ہے ان میں بلوجستان کا کوئی شیز نہیں ہے۔ اب اگر ہم مثال کے طور پر جو میر کارپوریشنز ہیں واپڈ کو لے لیں، نیشنل ہائی وے کو لے لیں ان میں سے نیشنل ہائی ویز کے جو ہمارے پاس چار میں روڑ ہیں۔ نیشنل ہائی وے جو تقریباً "چالیس فیصد Contribute" کر رہے ہیں ہائی ویز میں پچھلے سال ایک سو کروڑ کا بجٹ تھا اس سال وہ کتنا دے رہا ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ صرف پندرہ کروڑ کے قریب اور یہ چار روڑ جو کچلاک، ڈی آئی خان اور کراچی کوئے ہے۔ کوئہ والدین ہے ان کی Completion کے لئے پندرہ ارب روپے چاہئے۔ واپڈ اکو ہم اگر دیکھتے ہیں تو واپڈ میں جو ہمارے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں اور اس کے علاوہ تمام کارپوریشن اور فشریز میں جو میں لاکھ کے قریب ایک پلاائز ہیں ان میں بلوجستان کا کیا ریشہ Ratio ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان چیزوں کو جیسے پچھلے دونوں مجھے چیف فشر صاحب نے ایک بریف کیا کہ پرائم فشر کو ہم دے چکے ہیں کہ جی ہمارے مسئلے تو یہ ہیں اس کے بجائے اگر اس میں کوچھ ہمیں ملنا چاہئے تھا اس سے بھی اس نے کھٹھائی کی۔ کماکہ

جی آپ کا جو سی ذی ایل ہے اس میں سے ۱۵۸۰ کوڑا اس نے ۷۰ کوڑو روپے لا کر بیٹھا دیا ہے اور جیسا کہ حید خان صاحب نے کہا کہ پٹ فیڈر کا جو لوں ہے ہم پر اس کے واجبات ہم نے دینے ہیں لیکن ہے فیڈر گورنمنٹ کا پرو جیکٹ ہمارے ایسے بیسوں پرو جیکٹس جس میں بولان میڈیکل کالج ہے یا دوسرے پرو جیکٹس ہیں۔ میں سال سے بولان میڈیکل کالج پل رہا ہے ہے لیکن ابھی تک کمہٹ نہیں ہے۔ میں جس زمانے میں داخل ہوا تھا مجھ سے تین سال پہلے شروع ہوا۔ دس سال ہوئے ہیں کہ میں فارغ ہوا ہوں تو یہ تمام مسئلے فیڈر گورنمنٹ کے ساتھ ہے۔ ہم سب کو ملک کر اس کے لئے لڑنا چاہئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اصل مال وہاں پر رکھا ہوا ہے۔ اس کے لئے ہم نے سوچا نہیں ہے۔ اس کے لئے میں مولا نا صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ آپ ان مسئلتوں کو اپنے پارلیمانی گردہ ہیں کے اندر اٹھائیں۔ ہم نے بھی محترمہ کو یہ ہاتھ Consider کے لئے کہہ دی ہیں کہ جی ہم آپ کو سپورٹ اس لئے کر رہے ہیں کہ آپ بلوچستان کے رائٹس کو Protect کریں گے۔ اگر آپ بلوچستان کو رائٹس نہیں دیں گے ہمارے اور آپ کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ ہمارا رشتہ بلوچستان کے حوالے سے ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام مسائل ہمیں مل جلان کو چیف نشرو ہمارے چاہے اپوزیشن کے دوست ہوں چاہے ٹریوری کے دوست ہوں جو فیڈر گورنمنٹ سے ایک اصولی بات کر رہتا ہے اس کے لئے ہمیں سب کو سپورٹ کرنا چاہئے۔ باقی رہا بلوچستان میں جو چویش Situation کے دوستوں نے آپ کے سامنے رکھ لی ہے۔ میں ایک چیز پر اپوزیشن کے دوستوں سے اختلاف رکھتا ہوں کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جی بجٹ ٹریوری ہنجز کو قانون نشر کر دیا گیا ہے کہ جی آپ اس کو پڑھیں بس، لیکن حقیقت ایسا نہیں ہے۔ میرے خیال میں بلوچستان کی تاریخ میں یہ میرا تیسرا تجربہ ہے۔ ہمارے سینٹر نسل نے کوئی سات آٹھ میلینگیں کی ہیں۔ تب جا کر ہم نے رائے قائم کی۔ میں اس بات پر بھی اپوزیشن کے دوستوں سے اگدی نہیں کرتا ہوں کہ ہو گئے لکھا ہے وہ ہمیں پہنچ میں ہے۔ ہمیں کہیے پہنچ میں ہے۔ اگر ہمیں پہنچ میں ہے تو ہمیں کوئی حق نہیں ہے۔ ہمیں پہنچ ہے ہم گئے اس بجٹ پر ہمیں ہر جتنے

کا پتہ ہے لیکن جو پر ابم ہے ہمارے پاس چے نہیں ہے۔ وسائل نہیں ہے۔ ہم کیا کریں جتنے پہیے تھے وہ ہم نے آپ دوستوں کے سامنے رکھ لئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی اپوزیشن کا ساتھی اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ ہم اس کو بسم اور غیر منصفانہ بحث سمجھتے ہیں تو وہ مخلط فتنی میں ہے۔ ہم اس کو بسم بحث نہیں سمجھتے اس لئے کہ ہم نے اس پر ڈسکس کی ہے۔ اس لئے کہ ہم اس پر ڈیشل ڈسکشن میں گئے۔ ہاتھ رہا سائل کی باتیں ضرورتیں وہ ضرورتیں اتنی ہے کہ اگر ہم اسی اے ڈی پی کو اہم بلینٹ کرے تو شاید ہمیں بہیں ارب روپے چھائے اور جو ہمارے جاری اسکیوں کے لئے جو کچھ بچے تھے کوئی چالیس کروڑ کے قریب یا پہنچتیں کروڑ کے قریب اور جو ہمارے ڈیپارٹمنٹ ضرورتیں تھیں کوئی ایک ارب اندر کروڑ کے قریب تو ہم اس ضرورت کو کس طرح پورا کر سکیں گے۔ مسٹر اسٹریکٹ میں اس وقت اپوزیشن کے دوستوں کے سامنے یہ عرض کروں کہ ہم نے جو یہ بحث پیش کی ہے اس میں ہم ایمانداری سے سمجھتے ہیں کہ اس کے علاوہ ہم کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ اور اس وقت میرے علاقے میں بھی اسکیمیں چاہئے۔ میں اگر ایک مد کی Analysis کروں فیڈرل گورنمنٹ کے سامنے یہ ہے کہ جی کران میں چہ ایزپورٹ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ایزپورٹ ہمارے لے عذاب بنے ہیں۔ تربت میں کران میں ایک سو انھائیں ایزپورٹ ہیں تربت صرف چالیس لاکھ ماہانہ فیڈرل گورنمنٹ کو دے رہا ہے میں کہتا ہوں بے زار ہیں ایزپورٹوں کے لئے روڈ دے دیں۔ کم از کم پچاس لاکھ اکالوی جو لٹ رہی ہے میرے لوگ مزدوری کر کر کے وہ آگے پی آئیں اے والوں کو دیجئے ہیں۔ آپ فرض کریں فیڈرل میں ایک سو دس ملین کے قریب ڈورز پاکستان کی فارن ایچین ڈہاں کاتا ہے۔ اس میں ۷۰ فیصد (فارن ایچین) بلوچستان کو دے رہا ہے اور اس کو کیا مل رہا ہے؟ ہم اس نیکنیک سوال پر جانے کی بجائے ہم لڑ رہے ہیں۔ ایک چھوٹے نے کیک کے ٹکڑے پر میں کہتا ہوں یہ مجھے دے دیں وہ کہتے ہیں یہ مجھے دے دیں تو میں اپوزیشن کے دوستوں سے میرا عرض ہے جتنا ہم لوگ کر سکے۔ جتنا ہم لوگ اس پر ڈیشل کر سکیں وہ ہم نے کی ہیں۔ ہم یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ اس میں میجاری اسکیم بہت اپیسے دوستوں کی تھی جو بچھلے

گورنمنٹ میں تھے۔ ہم اگر بد نتیجی کرتے تو ان کی This is on going scheme آن گونگ ہم کاٹ لیتے۔ لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ ہم نے کہا ہے کہ بلوچستان کے پیسے ہیں۔ اگر کسی علاقے پر خرچ ہوئے ہوں تو پچاس فیصد تمیں فیصد خرچ ہوئے ہیں۔ ان کو کہنیں گے Continue ہونے دیں۔ باقی ذہبائی شنس پر جو دوستوں نے پاتشی رکھی۔ مشورے دیئے یا تنقید کی میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی دوست یا سمجھیں کہ اس گورنمنٹ نے ایپرومنٹ Improvement نہیں کی تو میں اس فلور پر یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں اس پات کو ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں۔ ہم نے ایپرومنٹ Improvement کی ہے۔ اس گورنمنٹ نے اپنی کوششوں سے۔ مثلاً میں ایکو کیشن ذہبائی شنس کی آپ کو مثال دوں گا اس گورنمنٹ سے پہلے جو وی ژرچریز میں ہزار روپے پر بک رہا تھا۔ اس سات میں یہ میں اگر آپ ایک پوسٹ بھی دکھائیں کہ کس نے ہیں ہزار روپے لئے تو پہلے قصور وار میں ہوں ہوں میں سزا کے لاکن ہوں۔ (ذیک بجائے گئے)

اور ہم نے یہاں پر اپنی اپروجن سے جو کوشش کی ہے آج ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بلوچستان میں آٹھ ہزار کے قریب پر اندری اسکول ہیں۔ ان میں سے ایک ہزار کے قریب ذہبینکس Defuncts ہیں۔ یہ ذہبینکس Defuncts پہلے بھی تھے۔ لیکن کوئی نہیں گیا۔ ہم نے محنت کی کوشش کی، ہم نے وہ اسکولز ڈھونڈ لئے۔ ۷۲ کے قریب اسکولز تو صرف آپ کے کوئی میں ذہبینکس Defuncts تھے۔ آپ میں سے کوئی کہے کہ جی آپ نے کچھ نہیں کیا میں میں ذہبینکس Defuncts کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میں کہتا ہوں میں نے ایک ہزار کے قریب ایسے اسکولز دریافت ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میں کہتا ہوں میں نے ایک ہزار کے قریب ایسے اسکولز دریافت کے جو فنکشن میں نہیں تھے۔ وہ ایک بہت بڑی ایپرومنٹ Achievements ہیں۔ آج کم از کم میں کہتا ہوں کہ چیف منٹری سربراہی میں جو گورنمنٹ چل رہی ہے اس میں یقیناً "ہم دعویی نہیں کریں گے کہ یہاں بہت سے ہم نے اصلاحات کئے ہیں۔" لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے کہ جو کل تھا وہ آج نہیں ہے۔ مگری صاحب کے بارے میں یہ آپ کوئی نہیں کہے گا کہ جی فلاں نے مجھے ٹرانسفر نے پر اس نے جو ہے ایک لاکھ روپے مانگا ہے۔ ٹھیک ہے اب تک

ہمیں اس گورنمنٹ کو بہت سے کام کرنے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم صحیح کر رہے ہیں
چاہے انہوں کو بخشن دیا ہمارا ملت میں ہوں، تھا ہے کوئی دوسرے دیا ہمارا ملت میں۔ ابہر یعنی کو ہماری
بہت سی جنیزوں کی اگر ہم سمجھتے ہیں کہ وہ صحیح ہیں تو ان کی حماہد کیلی چاہئے۔
میں دوستوں کی اس بات پر Agree میں کرتا ہوں ایک طرف دوست کہتے ہیں کہ
انہوں کی جو کوائی ہے اس کو اپنے Improve کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کی
انہکسٹشن بہت ہوئی ہے۔ ہماری پالیسی بھی یہی ہے کہ ہم کوائی کی جانب ملی انہوں کیش میں
جارہے ہیں۔ نی ملی Education plus quality کی جانب جائیں گے۔ لیکن اگر
فرض کریں ایک ہے وہی اُنی جس کو میں کہتا ہوں لائے اسٹاک کے ہوا ہمیں ہے ان کو بھی
آپ کہتے ہیں کہ پہلے ٹینگ کر کے اپنیں پھر آپ اس ایوان کو Deal کریں لیکن ایک
راہیں کے حوالے سے ہم کہتے ہیں کہ ہو جے وہی ہیں ہم اس فریب کو وہ اپنے چولی
Opportunity دے رہے ہیں کہ فریب کی خدمت کریں۔ ہم کہتے ہیں آپ چاکر ٹینگ
کریں۔ ہم آپ کو سارے ہمیں سروپے اسکار شپ دیں گے اور اس کے بعد آپ آجائیں
ہم بھتری کی جانب جارہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پالیسی کو جو ہمارے کیبینٹ
Cabinet نے اپنوی کی ہے اس کو تمام دوستوں کو یہ اپنی مشیث Appreciate کرنا چاہئے
کہ ہم کم از کم ہنگاب سندھ اور سرحد میں سے پہلے یہ تھا کہ جے وہی کے لئے پہلی سی
ٹینگ ضروری تھی۔ آپ یہاں ہم اپنے ہمیں Implement کر رہے ہیں۔ اس کے لئے
ہمیں آپ کی سپورٹ کی ضرورت ہے۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ انہوں کیش ڈیپارٹمنٹ پر اعلیٰ
نہیں ہیں۔ دوسرے ڈیپارٹمنٹ میں پر اعلیٰ نہیں ہیں۔ لیکن آپ آپ نشاندہی کریں ہم ان
خامیوں کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔ میں نے کوشش کی ہے میں اس فلور پر کہوں گا کہ
ایک مسئلے پر ابھی تک مجھے کامیابی نہیں ہوئی ہے اور وہ ٹرانسفر ہم کا اور اس کی ریزنس ہم
سب ہیں اگر آپ دوست کہتے ہیں کہ کوئی ٹیکرڈیوٹی نہیں دیتا اس کا ہم تباہ بند کرتے ہیں۔ ہم
تمام اگر متفقہ طور پر اگر فیصلہ کریں کہ بھی دوسرے جگہوں پر سفارش کرتے ہیں لیکن یہاں پر

سفارش دیں کریں گے اس کے لئے بعد اگر کسی نیپر لے لیوں میں دی اور اس کو تنخواہ ملائی
ذمہ داری مہری ہے اس کی ذمہ داری میں لے لتا ہوں یا نیپر کی ایسی بستی جیسی ہیں۔
مہرے ٹیکا میں یہ گورنمنٹ پہلی ہے جس نے آتے ہی ملٹی لیول Multilevel لیول پر ذمہ دار
لیول یعنی اور لیول اور آپر لیول پر ہم جا کر لوگوں کو سسپنڈ Suspend کرنا شروع کیا اور
اس گورنمنٹ نے جا کر یہ پتہ کر لیا ہے کہ بورڈ میں ہیرا پھیری ہوتی ہے۔ چار پروفسوروں کو ہم
نے پکڑ لیا ہے ہم اس میں کے ہم نے کوشش کی ہم اس برائی کو لوکیٹ Locate کریں اور
ہمیں بہت سی ایسی چیزوں میں ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی ہے۔ لیکن ہم کوشش کر رہے ہیں کہ
ہم ایماند روی سی ان کو چیزے ارجمند صاحب نے کافا کہ اپے مٹے ہیں کہ بہت سے اپے
قرضی ہیں ہم نے چکائے ہیں۔ لا اس میں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ آخر میں اتنا ہی کہوں
اکہ یہ دوست ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بجٹ ہم نے ہیرا پھیرے ہے لیکن اس میں جانے کے ہم نے ہاتا
ہی ہمارے ساتھ اتفاق کرتے کہ جس پہلویں Situation سے ہم نے بجٹ ہاتا ہے جو
صورت حال ہماری تھی ہم جو بجٹ ہمارے تھے تو اس میں آپ اختلاف نہیں کریں گے۔
اپنے صاحب بڑی مردانی کہ آپ نے مجھے موقع دیا بغیر نام لکھائے۔ (ذیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر :- وزیر خزانہ جناب شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) :- انشاء اللہ ہماری پوری
کوشش ہو گی کہ اگلے ماں سال میں ان مسائل کے حل پر خصوصی توجہ دیں۔ تاکہ ان مسائل
کو خوش اسلوبی سے حل کیا جائے۔ جیسا کہ ابھی بجٹ کے دوران اہم لکات اٹھائے گئے ہیں۔
میں ان پر روشنی ڈالنا چاہوں گا۔ جناب اسپیکر! جیسا کہ میں نے اپنی بجٹ اپنیج میں وزیر اعظم
صاحبہ کا شکریہ ادا کیا ہے کہ انہوں نے ہمیں ایکسائز ڈیوٹی کی مدد میں اسی کو ڈروپے فاضل
آمدی دی ہے نہ صرفم بلکہ سندھ اور پنجاب کو بھی جو انکا شیتر ہے وہ ملا ہے اس کے ساتھ
ساتھ ہم نے وفاقی حکومت سے درخواست بھی کی ہے کہ ہمارے فلاں فلاں پر اجیکٹ ابھی

رہتے ہیں۔ مثلاً میرانی ڈیم تھا۔ مغلول ڈیم تھا برج عزیز خان ڈیم تھا۔ نیشنل ہائی ویز تھے۔ جن کی تفصیل پر میں آؤں گا۔ اسی طرح مختلف پر اجیکٹس تھے۔ ڈوب ایئرپورٹ تھا، تربیت ایئرپورٹ کی دائیڈنگ تھی۔ گوادر ایئرپورٹ کی دائیڈنگ تھی۔ کونہ، ذریہ اسماعیل خان روڈ تھا۔ کیڈٹ کالج جو شہری علاقوں کے لئے اپرو Approve ہوا تھا ان کی تغیری شروع ہوتی تو ابھی تک وہ سب مسئلے رہتے ہیں اور نہ ہی ہم اپنی ذمہ داریوں سے بفری ہوئے ہیں۔ اس میں ہماری ذمہ داریاں ابھی شروع ہوئی ہیں۔ یہ تو ہمارا ایک بنیادی نکتہ تھا جو کہ کچھل گورنمنٹ نے بھی چلا�ا ہوا تھا۔ لیکن خدا نے ہم کو یہ توفیق دی کہ ہمارے ہی وقت میں اس مسئلے کا حل کر دیا گیا۔ لیکن اس طرح کہ کتنی اور مسئلے ہیں جن کی نشاندہی ہمارے معزز ساتھیوں نے بھی کی ہے۔ نہ صرف حکومتی بینجوں سے بلکہ اپوزیشن کے بینجوں سے بھی اس بارہی میں سب سے زیادہ خوش محسوس ہوئی کہ اپوزیشن بینجوانے بھی فیڈرل گورنمنٹ پر بڑا زور دیا ہے۔ کہ ہمارے جو آئینی حقوق ہیں وہ دیئے جائیں۔ خاص طور پر مولوی صاحبان نے جے ڈبلیو پی نے۔ اسی طرح کاش اگر پیپلز پارٹی کے ممبری اسی لائن پر چلتے تو شاید مزید آسانی ہوتی۔ کیونکہ اس بات میں پہلے دن سے ہی حکومت روائی ہے ایک دن بھی ہم لوگوں نے نہیں چھوڑا ہے۔ نہ میں نے نہ وزیر اعلیٰ نے بلکہ ہم کو یہ سمجھا جانا تھا کہ بھائی شاید یہ کچھ ایکسپلانیشن کر رہے ہیں۔ اس اسنج پر یہ سائل جو لوگوں کے سامنے آئے ہیں ہر ایک اس بات پر متفق ہو گیا ہے کہ جو کلمیں اور جس بات کا ہم لوگوں نے اسینڈ لیا تھا وہ صحیح تھی اور انشاء اللہ ہم کو مزید کامیابیاں حاصل ہوں گی۔ اس میں تو ہمارے معزز ممبران نے اپوزیشن اور ٹریوری دنوں نے یہ بات سامنے لائی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کے وسائل کی تفصیل سے جو بات سامنے آئی ہے جیسے کہ میں نے اپنی بجت تقریب میں بھی کہا تھا وہ ہم کو منظور نہیں ہے کیونکہ آبادی کی بنیاد پر ڈویز ایبل پول Divisible Pool کا جو ہمارا حصہ بنتا ہے پرداونسز Provinces کا اس کے مطابق ہمارے کوئی پانچ پر سنت یا پانچ پاؤ سنت دن پر سنت کے قریب حصہ بنتا ہے۔ جب کہ حقیقتاً "اس وقت ہمارا بیالیں پر سنت آف پاکستان ہے ہم کو اس

نوعیت سے اس لحاظ سے پیسے ملنے چاہئیں اور آبادی کا تصور بالکل تصور ہی رہے گا ہم لوگوں نے اس نوے کوڑے سے یہ واٹرپلائی اسکیم مکمل کر لی۔ اس سے اسکول پر چھست ڈال دی اس سے کچھ نہیں ہو گا۔ وساکل فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ ہے۔ ٹیکسز میں Tases base اسکے ساتھ ہے۔ ہماری ثوٹل ٹیکس میں Tax base ہی پچاس یا پچپن کروپے ہے۔ ہم اس میں کیا کر سکتے ہیں؟ ہمارے ٹوٹل وساکل اور حالات ہی فیڈرل گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہیں۔ اس وقت جو تم سوچا پاس بلین کا ان کا بجٹ ہے آپ اندازہ لگاتے ہیں کہ ہمارا کیا بجٹ ہے؟ ہم تو صرف تجویں ڈسٹریبوٹ Distribute کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وگرنہ ہمارے پاس وساکل کچھ بھی نہیں ہیں۔ شاید آپ کو اندازہ نہ ہو عوام کو اندازہ نہیں ہو بلکہ میرے ٹریوری ہینچز کو پڑتے ہے میری اسٹیٹمنٹس Statements آپ لوگوں نے پڑھی ہوں گی۔ اس بار تو ہم لوگ بجٹ بنانے کی پوزیشن میں ہی نہیں تھے۔ لیکن اس کے باوجود یہ بجٹ ہم نے پیش کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں یہ ایک کوشش ہے۔ تمام ساکل کا حل اور تمام ساکل کو ہم نے کٹرول نہیں کیا ہے۔ لیکن ایک کوشش ہے اور ہم نے چند فیلڈز میں اسے اجاگر کیا ہے۔ دوسری بات جو اپوزیشن اور ٹریوری دونوں کی طرف سے پوائنٹ آؤٹ کی گئی ہے جو اہم بات ہے اس صوبے کے لئے جو پیسے اکٹھے ہوئے ہیں یہ کسی کے گھر سے نہیں آتے ہیں آج اگر میں وزیر خزانہ ہوں اور پندرہ ارب روپے کا بجٹ پیش کرتا ہوں تو شاید اس میں پندرہ روپے بھی میری اپنی جیب سے نہیں گئے ہوں گے۔ یہ اس عوام کے وصول کردہ ٹیکسون سے ہے جو اپنی محنت سے جو اپنے خون پسیدہ کی کمائی سے وہ دیتے ہیں۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے تاہم خوشی اس بات کی ہے کہ ہمارے دونوں طرف سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اتنے بڑے ٹیکسون، اتنی بڑی رقوم یعنی تمین ارب روپے کا ضمیع ہیلزور کس پروگرام سے ہے۔ سلیم بگشی سے میں متفق ہوں کہ انہوں نے کہا تھا کہ یہ ورکرزنوازش پروگرام ہے۔ حقیقت میں یہ ایسا ہی ہو گا۔ کیونکہ اس کا کوئی فوریت ہے نہ اس کا کوئی طریقہ کار ہے۔ نہ اس کا کوئی پاپ اخراجات ہے آپ کو پچھلا بھی یاد ہے کہ سو سو موڑ سا یکلیں بھی

ویرہ غازی خان میں بکی ہیں سو سو موڑ سائیکلیں دوسری جگہ بھی بکی ہیں کہ درجے وہ پیسے کدھر گئے ہیپلزورس پروگرام جوازوں روپے خرچ ہوئے تھے اس پر؟ اس کی ایک اینٹ بھی اگر کوئی رکھا دے تو میں اس کے لئے اس کے ساتھ بحث کرنے کو تیار ہوں۔ بلکہ میں انگری ہونے کے لئے تیار ہوں۔ جب کہ آج یہ حالت ہے کہ پھر انہوں نے ہیپلز ضلعی بورڈ بنا دیئے ہیں۔ بلکہ یہ پیسے بھی کسی کا نہیں ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ ہمارا جو سی ڈی ایل کا ناجارہا ہے یا کام گیا ہے یعنی کیش ڈیپاٹمنٹ لوں جس کا ذکر ڈاکٹر مالک صاحب نے بھی کیا ہے دوسرے ساقیوں نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ وہ پھر اس میں شامل ہے۔ شاید تو کوئی روپے انہوں نے دیا ہے ورشہ بھایا روپیہ تو ہمارا اس پر اوس کا ہے۔ وہ ہیپلز پارٹی کے درکر میں تقسیم کرتے ہیں۔ یہ بات کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہے اور میں یہ بالکل واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہیپلز بورڈ کے ذریعے یہ کام ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہے بلکہ آج تو سارے ہاؤس نے کہہ دیا ہے یہ کسی کے لئے بھی قابل قبول نہیں۔ کیونکہ اگر یہ ہیپلز پارٹی کا فنڈ ہوتا Workers، اگر یہ پارٹی کا فنڈ نہیں ہے تو ہر دوہوی دوستی کے ذریعے خرچ کریں۔ بعض جگہ ابھی میرے دوست نے کہا کہ بھائی یہ تو سیاسی بینادوں پر مخالفت ہو رہی ہے۔ حقیقتاً "کوئی سیاسی بینادوں پر مخالفت نہیں ہو رہی ہے۔ ہیپلزورس پروگرام کے نام سے ہم کو اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں طریق کار سے ہم کچھ اختلاف ہے۔ تغیری طن کا نام لیا گیا۔ لیکن اس کا بھی ایک طریق کار اپنایا گیا تھا۔ تو آپ ہیپلزورس پروگرام سے بھی ہم اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے بلکہ بے نظیر پروگرام سے بھی ہم اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بلاول پروگرام سے بھی ہم اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ (ایک بجائے گئے) اگر اسی طریقے سے یہ خرچ کئے جائیں وہ مالکہ عوای نمائندوں کے ذریعے خرچ ہوتے تھے اور گورنمنٹ نے ہمارا لمحت وہ تمام کام ایگزکوٹیوٹ Axecute کرتے تھے۔ عوای نمائندے ہو نہیں خرچ کرتے تھے وہ صرف اسکیوں کی

نگاہی کرتے تھے۔ یہ تو کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ ایکسین بھی وہ خود ہوں، ایس ڈی او بھی میں خود ہوں، مزدور بھی میں خود ہوں اور پھر چیک ہولڈر Chaque Holder بھی میں خود ہوں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ تین ارب روپیہ ہم اس طرح شائع نہیں ہونے دیں گے۔ ایک اہم موضوع جو وفاقی حکومت سے تعلق رکھتا ہے اس ایوان میں دونوں جانب سے اپریشنٹ Appreciate کیا گیا ہے۔ وہ وفاقی حکومت میں ملازمتوں میں ہمارا جو کوشہ ہے وہ پانچ اعشار یہ ایک یا اتنا کچھ ہمارا بتتا ہے۔ لیکن عملی طور پر ہم کو آج تک پتہ نہیں ہے کہ ہم کو کتنالی رہا ہے اس پر ہمارا شروع سے فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ یہ اسی نہیں ہے کہ بھائی یہ کوئی ہم کو ملنا چاہئے۔ بلکہ ہمارے جو کوئی لپس Lapse ہوئے ہیں یا ہمارے ہمارے کوئے پر دوسرے صوبوں کے لوگ آئے ان زیارتیوں کا بھی ازالہ کیا جائے نہ کہ صرف اس وقت پتہ نہیں وہ کس کو کس وقت ایکپلائے Amplay کرتے ہیں۔ اس طریقہ کار سے بھی ہم اختلاف کرتے ہیں۔ پرانشل گورنمنٹ کو کوئی نہیں Confidence میں لیا جاتا ہے اور نہ ہی فوری طور پر تسلی کی جاتی ہے کہ یہ جائز جو دیے جاتے ہیں واقعی وہ بلوچستان کے حصے کے جائز بلوچستانیوں کو مل رہے ہیں یا نہیں مل رہے ہیں۔ ہم کو تو اسلام آباد میں بلوچستان کا کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا ہے۔ یہی حال ہو ہمارے کار پوری شہر ہیں ان کا بھی ہے۔ ان میں بھی کسی کو پتہ نہیں نہ ہمارا کوئی سربراہ ہے نہ کوئی ہماری نمائندگی ہے۔ جیسے ذاکر مالک صاحب نے اس پر اچھی روشنی ڈالی اس پر دوسری طرف ہمارے فیڈرل گورنمنٹ نے جو ترقیاتی پروگرامز ہیں مولانا صاحب نے کہا این ایف سی ایواڑی میں وزیر اعلیٰ صاحب نے کچھ بھی نہیں کیا۔ میں ان کی خدمت میں یہ کہنا چاہتا ہوں نیشنل فائننس کمیشن کا وہ اجلاس نہیں تھا۔ میں ان کی خدمت میں یہ کہنا چاہتا ہوں نیشنل فائننس کمیشن کا وہ اجلاس نہیں تھا بلکہ این ایسی کا اجلاس تھا۔ یعنی نیشنل ائنامک کو نسل کی میٹنگ تھی۔ اس میں ہمارے وزیر اعلیٰ بولے ہیں اور بھرپور طریقے سے بولے ہیں۔ ہم بھی بولے ہیں بلکہ اخبارات میں اس کا ذکر آیا تھا کہ تینوں صوبوں کے نمائندے خاموش بیٹھے تھے جب کہ واحد صوبہ بلوچستان تھا جس کے نمائندے اپنے

حقوق کے لئے لڑ رہے تھے۔ یہ پہر زمین میں ہے۔ (ایک بجائے گئے) فیڈرل گورنمنٹ کا بجٹ اس وقت تین سو پچاس بلین کا ہے۔ نوے بلین کا ان کا پی ایس ڈی پی پروگرام ہے۔ فیڈرل مشیرز کے جو پروگرام ہیں اس میں آپ کو کہیں بیسویں نمبر پر بھی بلوچستان کا کوئی پراجیکٹ نظر نہیں آئے گا۔ اس کا کہیں کوئی ذکر نہ ہو گا۔ مساوائے پٹ فیڈریا دوسرے دوچار پروجیکٹس میں جس میں لانبیلیٹی Leability ہمیں ہماری ہے۔ اس کا سودا اور قرض ہم لوگوں نے ادا کرنا ہے اور ادا کیا ہے۔ یعنی وہ بھی ہم اپنے پیسوں سے ہمارے ہیں۔ ایم مساوائے سیندک پروجیکٹ کے وہ بھی قابل ذکر آن گونگ پراجیکٹ ہے اور نہ ہمارے کارپوریشنز میں کوئی پروگرام ہیں اور نہ ہی مشیرز میں کوئی پروگرام ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ صوبوں کو یہ تک نہیں بتایا جاتا کہ کارپوریشنز میں آپ کا شیرکتا ہے۔ کسی کو بتایا جاتا ہے یہ ڈیڑھ کروڑ ہے، کسی کو بتایا جاتا ہے یہ پچاس کروڑ ہے۔ کسی کو بتایا جاتا ہے یہ ایک ارب ہے۔ یہ آج انہوں نے ہمارے لئے سکرت بنا یا ہے۔ یہ بھی ہمارے مطالبے پر پامنمش نے اس بار چاروں وزراءۓ اعلیٰ کو نیشنل ہائی ویز کونسلز کا ممبر بنایا ہے جماں وہ اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے بیٹھے ہوں گے۔ انشاء اللہ یہ بات ہم لوگوں نے فیڈرل یوں پر میٹنگ میں اٹھائی ہے۔ وہاں بات کی ہے ہم نے کہ وہاں ہمارے حقوق نیشنل ہائی ویز میں جو نواز شریف کے دور میں چوتھیس ارب روپے اس لئے رکھے گئے تھے۔ اس تثییبو پروگرام Tentative Programme دوران وہ حکومت ختم ہو گئی۔ ابھی موجودہ حکومت نے آٹھویں پنجالہ ترقیاتی پروگرام کے لئے وہ چوتھیس ارب روپے رکھے۔ اب اس سے گھٹ کریں میں پرسنٹ سرچارج تک۔

یہ جو ایلیوکیشن Yearly allocation ہمارے ہیں میں فیصد حصہ چار سال میں بھی نہیں ملے گا۔ پچھلے سال جو ہمیں دیا تھا اور اس سال جو ہمیں دیا ہے نیشنل ہائی ویز میں وہ نارک تھم اگلے آٹھویں پنجالہ منصوبے کی بجائے نویں پانچ سالہ منصوبے میں بھی کوئی Cover نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر ایلوکیشن کا طریقہ کاری کی ہوا۔ کیونکہ ہر بجٹ آٹھویں پنج سالہ

منسوبہ کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ اس میں گائیڈ لائن دیئے ہوتے ہیں۔ اسے الیکٹشن پر یکیکل
ہتاتے ہیں۔ الیکٹشن کے حساب سے ہمیں پر یکیکل کے لئے کچھ بھی نہیں ملا۔ یہی حال واپس اکا
ہے۔ واپس میں ہمیں پتہ نہیں ہے کہ ہمیں کیا مل رہا ہے۔ آپ ہمارے مکران کی ڈسٹریشن
لائیز کو دیکھیں وہ بند پڑی ہوئی ہے۔ کیونکہ ہمارے وسائل تو آپ کے سامنے ہیں۔ ہم کیا
کریں اسی کروڑ روپے جو ہم نے بچائے تھے آپ کے سامنے رکھ دیئے۔ اس کے اوپر بھی
ہمارے دونوں جانب سے اعتراض آئے ہیں۔ اپنے فریوری منجول کی طرف سے بھی کہ
بہت کم پر اجیکٹ رکھے گئے ہیں جو چیز ہمارے پاس تھی آپ کے سامنے رکھ دی ہے۔ ہم اسے
کہیں لے نہیں سمجھے ہیں۔ اسی طرح فریز کا ہے۔ جناب ایمکما میں یہ اس ایوان سے کہتا
ہوں کہ آپ کے توسط سے اور درخواست کرتا ہوں کہ آئیے جو ہمارے حقوق فیڈریشن کے
پاس ہیں جو حقوق ہیں آئین کے تحت ملے ہیں۔ انہیں ہم جو انکھ اسٹرگل

Joint Struggle کر کے حاصل کریں۔ اگر ہماری مشترکہ کوشش ہوں گی تو انشاء اللہ

ہمیں اپنے حقوق ملیں گے۔ کیا وجہ ہے کہ پنجاب سندھ اور فرنٹیشور اپنے حقوق حاصل کر سکتا
ہے اور ہم حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ اپنے حقوق کے مساوی ایک سو میں ارب روپے کا
کراچی پر محیج دیا گیا ہے۔ اس سال بھی کوئی سازھے تین ارب سے زیادہ رقم رکھی گئی ہے۔
مکران کے طور پر سندھ پر اونس کے لئے۔ کیا ہم بھی اس کے حق دار نہیں ہیں؟ آئین کی

شیخ نمبر ۳ میں یہ مینڈیٹ بھی ہے کہ انڈور ڈیلیپ ایزا Uner developed areas

کو اپ انت ۱۹۷۲ کرے دوسروں کے برابر لانا ہے۔ اس وقت میں آپ کو بتانا چاہتا
ہوں کہ سندھ کے یوں پر دوسرے صوبوں کے یوں پر بھی ہم تحری فور تھے ہیں۔ یعنی ان سے ہم
چیخیں تھیں یا تینیس فیصد ان سے ہم کم ہیں۔ اس کے لئے فیڈرل گورنمنٹ کی آئینی ذمہ
داری بنتی ہے کہ ہمیں پہلے ان کے یوں کے برابر لے آئیں۔ پول کی ترقی بعد میں دوسرے
صوبوں کے ساتھ دیں۔ آج تو ہمارا ترقی کا یوں دن بدین ڈاؤن ہوتی جا رہی ہے۔ صوبائی
معاملے کی طرف میں آتا ہوں۔ ممکن بھت میں اپر زیشن کی طرف سے یہ آیا تھا کہ حکومت نے

تو اخراجات پلے ہی کر لئے ہیں۔ آج ہم سے اس کی اپرول Approval مانگتے ہیں۔ اس پر دو اک آؤٹ کر گئے ہیں۔ میں تو یہ کہوں گا کہ آئین کی شن نمبر ۲۳ میں اس کا ذکر ہے۔ پلے سال کے ہوڈیلینسز ہوتے ہیں وہ ضمی بجٹ کے تحت پرے کئے جاتے ہیں۔ یہ ہر جمورویت میں رواج ہے۔ ہمارے تمام صوبوں میں یہ ہے۔ فیڈریشن میں یہ ہے۔ آج ہب بجٹ ہم اشارٹ کرتے ہیں پروپوزل Proposals ہوتے ہیں۔ اس پر اسک Stick کرنا ان فور میں Unforeseen کسی کے دامنی میں نہیں ہوتا ہے کہ کماں ازالہ آئے گا۔ کماں کوئی طوفان آئے گا۔ اسی طرح الیکشن آگئے، دوسری چیزوں آگئیں۔ پچھلی مرتبہ جب ہم بجٹ پیش کر رہے تھے منتخب نمائندے تھے بجٹ پیش کرنے کے بعد ہمیں رخصت کر دیا گیا۔ وہ الیکشن بھی ہمارے گلے پڑے۔ اس کے بھی ہمارے بجٹ سے اخراجات ہوئے۔ اس وجہ سے ضمی بجٹ پیش کیا جاتا ہے۔ ایسا کوئی سال نہیں گزارا ہو گا اس ملک میں جب ضمی بجٹ پیش نہ کیا گیا ہو۔ اس کے لئے میں یہ کہوں گا کہ ہم بہت پسمندہ لوگ ہیں۔ برطانیہ اور فرانس جو برلن چینیں بنا رہے ہیں دونوں کے مشترک پراجیکٹ میں اور دونوں اس کی اسمنٹ کی ہے اس کی کاست ڈبل Cost double ہو گئی ہے تو آپ ہمارے ان پراجیکٹس کو اپنے حدود میں کس طرح ممکن کریں گے؟ لذا ضمی بجٹ اس پر اسیں کا ایک حصہ ہے۔ دوسری اشارہ یہ ہوا کہ ترقیاتی بجٹ کو کم رقم فراہم کی گئی ہیں اور غیر ترقیاتی بجٹ کو زیادہ رقم فراہم کی گئی ہیں۔ اس وقت غیر ترقیاتی اخراجات تو ہمارے نہیں ہے۔ ہم نے تو اسے میکسیم کریٹل کئے ہیں۔ اتنے کریٹل کئے ہیں کہ سب ساتھی مجھ سے ناراض ہیں۔ کسی کو ایک نوکری نہیں دی ہے۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں نے اپنے ثوب کے حلقة کو ایک نوکری نہیں دی ہے اور نہیں وزیر اعلیٰ صاحب کو ایک بھی آسامی نہیں دی ہے۔ اس وجہ سے کہ ہم اس کو محدود کریں۔ اتنا محدود کریں تاکہ ہم اس سے ڈولپمنٹ کے لئے پیسے نکال سکیں۔ اس سال ہماری جو حالت تھی اس سے ہم نے ایک ریکارڈ اماونٹ نکالی ہے۔ اسی کوڑ روپے یہ ہم نے لارجس اماونٹ نکالی ہے۔ نان ڈولپمنٹ سائیز سے ڈولپمنٹ سائیز کے لئے۔ اس کے

ہاوجو دکھ پے کمیش کا ایوارڈ پینتیس فیصد آیا ہے اس کا اندازہ آپ کو ہو گا کہ یہ رقم اسی کروڑ روپے سے لے کر ایک ارب روپے تک کا بوجھ بھی ہم پر چڑا۔ اس کے لئے بھی ہماری حکمت عملی تھی کہ ہم نے اسے بھی کنٹول کیا۔ ذوپہنث صائیڈ کو بھی تھوڑا بہت چلانے کی کوشش کی ہے۔ صوہائی مخصوصات یہ نہیں کہ ہم فیڈرل گورنمنٹ پر بھی کئے ہوئے تھے۔ ان کی طرف سے جو گرانٹ یا این ایف سی ایوارڈ کی وجہ سے ہمیں شیرٹے گا یا گیس کے اوپر رانیٹلی سرچارج ٹے گا اور ہم نے اسی پر اتفاق کیا ہے اور ہم نے اپنی کوشش بھی لیکسشن میں کو پروائٹ کی ہے۔ ہماری چوبیس سال کی تاریخ میں یہ پلا فائلز بل اس اسمبلی میں پیش ہوا ہے جس سے ہمیں پانچ کروڑ روپے کی اضافی آمدنی ہو گی اور یہ اضافی آمدنی بھی ہم اسی صوبے کی ذوپہنث پر خرچ کر رہے ہیں۔ ایم پی اے صاحبان کی طرف سے تباویز آئی ہیں کہ ایم پی اے فنڈز کو پڑھایا جائے۔ پچاس لاکھ سے ایک کروڑ کیا جائے۔ ہمارے ساتھ آپ کے سامنے ہیں۔ یہ آپ دیکھیں یہ اسمبلی جو تجویز کرتی ہے۔ کس مدد کو کاٹا جائے۔ کس پل کو ختم کیا جائے۔ کونے پر اجیکٹ کو کاٹا جائے کہن لازمیں کو نکالا جائے کہ ان کی تھنخا ہوں کے پیسے ہم ایم پی اے حضرات کو دے دیں۔ اس میں بھی ہم لوگوں نے بڑی کوشش کی ہے کہ پچاس لاکھ روپے ہم نے دیئے ہیں ہر ایم پی اے کو بلا تفریق وزیر اعلیٰ صاحب کے بھی دیکھیں لاکھ روپے ہیں۔ سید صاحب کے بھی دیکھیں لاکھ روپے ہیں۔ مولانا صاحب کے بھی دیکھیں لاکھ روپے ہیں۔ وہ تو پورے صوبے کے لئے ذسکریشنسی گرانٹ ہوتی ہے۔ حلقات کے لئے نہیں ہوتی ہے۔ لذامیں کہتا ہوں کہ ہمارا واحد صوبہ ہے آپ ریکارڈ کیے لیں۔ جماں ہماری ٹریویشن ہنچوں کو جتنا حصہ ملتا ہے اتنا حصہ اپوزیشن ہنچوں کو ملتا ہے۔ آپ فیڈرل گورنمنٹ کو دیکھیے لیں۔ ہمارے سینیٹر کو کچھ نہیں ملا ہے۔ ہمارے ایم این اے کو برائے ہام اتنا ملتا ہے جنہیں اسے علاقے تک پہنچانا بھی بڑا مشکل ہوتا ہے۔ جب کہ انہوں نے اپنے ایم پی اے صاحبان کو تو ڈوپہنث فنڈز بھی دیئے ہیں اس کے مساوی ڈیپرڈور کز پر گرام الگ چلا رہے ہیں۔ یہ تو ہمارا کریڈٹ

ہے کہ ہم نے تمام ممبران کو برابر کھا ہوا ہے۔ جناب والا! سود کا بیہاں ذکر آیا ہے۔ سود میں ہم لوگ اس طرح جائز ہوئے ہیں کہ ہمارے صوبے کو اس سے نکالنا ہمارے بس کا کام نہیں ہے۔ ہم نے جو قرضہ جات ۱۹۷۰ء سے آج تک لئے ہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ ڈپلمٹ لون کے اوپر دوسرا درجہ سو سارے Source پر کاٹ لیتی ہے۔ جس میں ہمارا کنٹرول نہیں ہے۔ دوسرے یہوں قرضہ جات جیسا کہ آپ کو معلوم ہے بغیر سود کے نہیں ملے۔ آج ہم لوگ اس حالت میں ہیں کہ ہم شاید بجٹ توکیا تغواہ کسی کو نہیں دے سکیں گے۔ اس ستم سے نہ کرانے کے لئے بیشل یوں پر کوئی چیز آتا تو اس میں ہم بھی آسکتے ہیں۔ ورنہ اس ستم میں ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ جب مولا نا عصمت اللہ خان وزیر خزانہ تھے اس وقت بھی یہی ستم چل رہا تھا۔ نہ کہ صرف ہمارے وقت میں۔ بعض اراکین کی طرف سے کہا گیا کہ غیر متوازن بجٹ نہیں کیا گیا ہے۔ ترقیاتی کاموں میں توازن نہیں ہے۔ کسی حلقت کو زیادہ دیا گیا ہے کسی حلقت کو کم دیا گیا ہے۔ جناب ہم کو جو ایکیم میں وہ توٹوٹ آپ کے سامنے ہے جو میں نے آپ کو بتائی ہیں۔ وہ سب ممبران کے سامنے ہیں۔ ظہور کھوسہ نے بھی اس پر بات کی تھی کہ ہمارے حلقات میں بھی اسی طرح ہے۔ دوسرے ممبران صاحبان نے بھی کہا کہ بھی ہمارے حلقات میں کوئی نئی ایکیم نہیں ہے۔ اس کی Detail میں آپ کو بتاتا ہوں۔ بہت سی وہ ایکیمیں ہیں جو ہمارے predecessor نے شروع کئے تھے۔ کوئی ایکیم پانچ سال سے کوئی ایکیم تین سال سے اور کوئی دو سال سے شروع کی تھی۔ اس کو ہم تھوڑا بہت حصہ دیتے چلے آرہے ہیں۔ جتنا ہمارے بس میں ہوتا ہے۔ کیونکہ بلین کے یہ پراجیکٹس ہے ہم اتنا دے سکتے ہیں وہ جو دریش میں ملے ہوئے ہوتے ہیں ان کو ہم چلا رہے ہیں اس کے مساوی ایم پی اے فنڈز ہیں یا جاری ایکیمیں ہیں یا دوسرے پروگرام چلا رہے ہیں یا یہ کر رہے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی نیا پروگرام ہم لوگوں نے نہیں رکھا ہوا ہے نان سیف میں۔

جناب اسیکر اسیف میں ایک ارب کا ڈپلمٹ پروگرام ہونے رکھا ہوا ہے۔ اس میں'

میں نے آپ کو بتایا کہ ۶۸ کروڑ روپے تو وہ جاری ہیں اسکیم ہے اس کے بارے میں بھی یعنی ممبران صاحبان کی یہ شکایت آئی ہے کہ بھائی ہماری فلاں فلاں اسکیم ہے ہر سال اس کے لئے خصوصی رسمی جاتی ہے۔ کچھ پورشن اس کا مرکز اور کچھ سی اینڈ ڈبلیو کر رکھا ہے۔ ہاں کسی کو اس پر اعتراض ہو تو ہم اس کو ساتھ جانے کے لئے تیار ہیں۔ ہم کسی چیز کو چھپانے کے لئے تیار نہیں۔ اگر کسی چیز کی انکوارٹی کی ضرورت پڑے گئی ہم انکوارٹی بھی کریں گے۔ کدھر دوسرے ایکشن کی ضرورت بھی پڑی وہ بھی کریں گے۔

جناب اسپیکر : اجلاس کی کارروائی پچیس منٹ کے لئے نماز عصر کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس چھنج کر پانچ منٹ پر نماز عصر کے لئے ملتوی ہوا اور دوبارہ چھنج کر پنیس منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر شروع ہوا)

جناب اسپیکر : شیخ جعفر خان مندو خیل

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر خزانہ) : بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میں اپنی وائیڈنگ اپ اسیچ کو شروع رکھوں گا۔ جو نماز کے وقٹے کے لئے ملتوی ہوئی تھی۔ میں یہ کوئی گا کہ ہماری ممبران کی طرف سے ہوئی اچھی تجویز ہے کہ ان کے لئے امانت باقاعدہ رسمی جاتی ہے۔ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ سائیٹ سلیکشن بعد میں ہوتی ہے۔ سائیٹ سلیکشن اس کے لئے نہیں ہوتی ہے۔ اس میں انشاء اللہ ایم جی اے صاحبان کو شامل کریں گے۔ اکاموڈیٹ کریں گے۔ جیسا کہ واٹر سلیکشن میں کیا ہے۔ ہیلتھ میں بھی اکاموڈیٹ کریں گے اور اسیجو کیشن میں بھی اکاموڈیٹ کریں گے۔ اسی طرح انفرادی اسکیوں کا بھی ہذا ذکر آیا ہے۔ میرے خیال میں بت چوڑا الم بالپنڈہ میرے سامنے پڑا ہوا ہے۔ چند کامیں ذکر کروں گا۔ جس میں کچھ اسکیمیات کے لئے پیسے رکھے ہوئے تھے۔ وہ پتہ نہیں کہ مرا گئے اور ماڑہ لیا ری روڑ، اپریکیشن ممبران کی طرف سے ہمارے سردار صاحب کی طرف سے، جو کہ سردار صاحب کی

طرف سے مشورہ ہے کہ کوئی چیز پڑھنے سے پہلے تنقید کرنے کی پوزیشن میں ہوتے ہیں تو وہ بھی اس طرح ہے اس پر بیانیں کروڑوپے بے شک خرچ ہوئے ہیں لیکن یہ ۸۲ سے نارشیل لاء کے دور سے خرچ ہو رہے ہیں اس کے اوپر آج نہیں دس سال سے یہ پراجیکٹ چل رہے ہیں۔

اور جیسا کہ ہمارے ٹریوری ہسچو بھی شکایت کرتی آئی ہے کہ ان کو ہماری جاریہ اسکم میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔ اول تو ہم نے کوشش کی ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے تمام اسکیمیں شامل ہیں۔ خاص طور پر واٹر سیکٹر میں اگر کوئی رہ گئی ہو تو ممبر صاحبان نے جو نشاندہی کی ہے جنہوں نے اپنی تقریبیوں میں نشاندہی کی ہے اس کو ہم نے فوٹ کیا ہوا ہے۔ لیکن اگر کسی کو طرح رہ گئی ہو وہ ہادیں اس کو بھی ہم ذمہ داری سے اکاموڑیت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے مساوی جو چیز کو زندجی جاتے ہیں اور پروگرامنگ کے ذریعہ ہم نے کیا ہے اس میں ہم تمام ممبران کو انشاء اللہ شیر دیں گے۔ ایسا نہیں ہے کہ اسکولاً آرہے ہیں۔ اسکولاً کے سلسلے میں آپ کو لیٹریچیلی و فنڈ کی طرح آئیں گے۔ جس طرح ڈپٹری ہپتاں و فیروڈہ بھی آپ سب کے مشورے سے بنے گا کیونکہ اس کا طریقہ کارائیج کیشن اور دوسرے میں یہ ہوتا ہے کہ ظہور صاحب کو بھی پڑھو گا کہ وہ مجھ سے پہلے پارلیمنٹ میں رہتے ہیں کہ ان کے لئے اماؤنٹ رکھی جاتی ہے۔ جیسا کہ مُل اسکول پر انگری اسکول ہیں۔

اور بڑی اچھی تباویز بھی ہیں۔ بعض لوگوں نے اعتراض کئے ہیں۔ ہماری حکومت کے بڑی اچھے پروگرام ہیں یا شروع کر رہے ہیں یا پاپیٹھکیل تک پہنچا رہے ہیں۔ ان پر میں تھوڑی روشنی ڈالوں گا۔ سب سے پہلے ہمارے معزز ممبران صاحبان نے روزگار کا ذکر کیا ہے۔ اس کے لئے انسٹیو دیا جائے۔ خالی طور پر انڈسٹری کا زیادہ ذکر ہوا ہے۔ زراعت کا زیادہ ذکر ہوا ہے۔ حمید خان نے پانی پر بڑی واضح اور جامع تقریر کی ہے کہ ہماری پوزیشن کیا ہے اور آئندہ دس سال بعد ہماری موقع پوزیشن کیا ہو گی کہ شادی یہ علاقہ ریاستان بن جائے اور یہاں شہر کا کوئی وجود نہ ہو اس کو بہتر کرنے کی کوشش نہ کی۔ اس وقت فیڈرل حکومت سے ہماری

گزارش ہوگی انڈسٹریز کے شق میں پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ صاحب نے جو صنعت کاروں کی کانفرنس کی تھی اس کے حوصلہ افرا نتائج سامنے آرہے ہیں اور ہماریہ اس سائیڈ کی جو انڈسٹری ہے جب یا گذانی ہے۔ اس سائیڈ پر اس طرف کافی توجہ دے رہے ہیں۔ خاص کر صوبائی حکومت نے انسٹیٹو دیئے ہیں۔ اور اس سے بڑی حوصلہ افرا ای ہو رہی ہے۔ یہ توجیسا کہ حید صاحب نے کہا یا دوسرے ممبر نے کہا ایک ایریا تک کو ہماری صنعت صرف رکی ہوئی ہے اور وہ وہاں اسی طرح رکی ہوئی ہے۔ ادھر ترقی ہوئی ہی اندر وہ بلوچستان میں کوئی صنعت نہیں آرہی ہے اس کو لانے کے لئے ہماری حکومت کا پروگرام ہے۔ بلوستان میں ہی ایک انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کر رہے ہیں لیکن اس کی کامیابی کے لئے بڑی بات یہ ہو گی کہ فیڈرل حکومت انڈسٹریل اسٹیٹ کو کچھ انسٹیٹو دے تاکہ اس علاقے میں روزگار کے سائل حل ہو جائیں۔ کیونکہ حکومت کے بھروسے اور اس سے کب تک روزگار دیں گے۔ ہمارا سارا بجٹ نان ڈیپہنٹ پر جا رہا ہے۔ سارے دس ارب اس پر دے رہے ہیں وہ ٹوٹل کا سٹ Total Cost پر دے رہے ہیں اگر مزید بجٹ اس سے بھی زیادہ دیں گے تو روزگار ختم ہو گا۔ پچاس ارب دے دیں تو یہ ہمارا بے روزگاری کا مسئلہ ختم نہیں ہو گا۔ کیونکہ پہلی حکومت پر ڈیپہنڈ کر رہی ہے اور کوئی نہیں ہے اور حکومت ہے ایک لاکھ تیس ہزار روپے ملازمین کے لئے چھ ارب روپے فرچہ آرہا ہے۔

ہماری حکومت کے پروگرام ہے کہ انڈسٹریوں کو ڈیپہنٹ کیا جائے۔ حکومت کا پروگرام ہے کہ انڈسٹری کے لئے کوشش کی جائے۔ لیکن اس کے لئے وفاقی حکومت کو ہمارے ساتھ تعاون کرنا ہو گا۔ انڈسٹریل ڈیپہنٹ ہونے کی وجہ سے اور دوسرے سائل ہونے کی وجہ سے اڑیکٹ attract کرنا مشکل ہو گا۔ ان کو گدوان امازکی کے طور پر یا کسی اور طور پر انسٹیٹو دیں۔ انڈسٹریل اسٹیٹ کو ہم اڑیکٹ کر سکتے ہیں اور اس طرح سے ہمارے لوگ بھی انڈسٹری میں آہستہ آہستہ شامل ہو جائیں گے۔ کیونکہ ہر جیز کے لئے کچھ وقت لگے گا۔ جناب والا! دوسری کا مسئلہ ہے اس وقت جو یہاں پانی کی شارٹج ہے اس وقت جو حالت ہے ہمارے

انڈر گراونڈ سورس ختم ہو رہے ہیں۔ ہر سال اس علاقے میں آٹھ سے دس فٹ پانی کی سطح پر چلی جا رہی ہے۔ قلات کے علاقے سے پشین، لورالائی، کوئن، مستونگ، کھنڈ کوچہ میں بھی۔ اس علاقے میں بڑی تیزی سے پانی ڈریپ ہو رہا ہے۔ لیکن نیوب دیل کو منزد گرا کرنا پڑ رہا ہے۔ اگر ہم نے چارجنگ اور پسپنگ میں ہم نے کور کرنے کی کوشش کی تو شاید جیسا ہو رہا ہے کہ آٹھ دس سال یا پانچ سال بعد اگر اس کو کنشول نہ کیا گیا تو ہم اس پوزیشن میں نہیں ہوں گے۔

آج اس معاملے کو صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت کے ساتھ تیک اپ Take up کیا ہوا ہے کہ ہم کو اسپیشل انستیو Special incentive دیا جائے ہمارے ایریا کو اسپیشل کوئی گرانٹ کوئی ڈیزروغیرہ کا کوئی پروجیکٹس دیئے جائیں۔ یا فارن لوز ارٹچ کے جائیں۔ فارن گراتش کے جائیں اکہ یہ پانی ہم چارج کر سکیں۔ یہ آپ کے جو داڑھلائی لگ رہے ہیں وہ بھی خلک ہو جائیں گے کیونکہ وہ پانی بھی انہی سورس کو ان کو مل رہا ہے۔ آپ کے جو باغات ہیں اس وقت سب سے بڑا Source یا سب سے بڑی آمد جو ہے وہ آپ کے باغات سے ہے۔ لوگوں کی بانیات اس سے ہیں۔ اگر یکپھر کی اس ایریا میں ہیں۔ وہ بھی ختم ہو جائے گی۔ ہماری وفاقی حکومت سے Request ہو گی کہ ہم کو اس مد میں امدادی جائے کیونکہ یہ سب سے اہم ہے۔ حید اپنی صاحب ہمارے ایریگیشن فشن نے بڑی اچھی تجویز اور بڑی تفصیل سے ڈکشن کی اس کے لئے میں ان کو خوش آمدید کرتا ہوں۔ اور اثناء اللہ ہم کو شکریں گے کہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ ہم اس مسئلے کو حل کریں۔ دوسرا سائز ہمارا میل Mineral ہے۔ میل کے اور ہم پرائیویٹ سکیٹر کو زیادہ Involve کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہاں ہماری کوشش ہو گی کہ ان کو ہم provide کریں۔ آگے یہ پرائیویٹ سکیٹر ہے۔ دنیا میں ہر جگہ پرائیویٹ سکیٹر ہے۔ گورنمنٹ کسی کوئی ملکیدا۔ نہیں بن سکتی ہے نہ گورنمنٹ کوئی ایکسپلائٹ کر سکتی ہے۔ کسی چیز کو ہم لوگ صرف Infrastructure میا کر رہے ہیں لیکن اس وقت

ہمارے لئے جو سب سے زیادہ پریشان کن بات ہے کہ یہ جو Coal کے اوپر یا Mineral کے اوپر جو ہے وہ چند رہ پرست جو میں نیکی لگایا ہوا ہے اس سے آپ کی کوں انڈسٹری پلے ہی سے انڈر پریشر Under Pressure ہے۔ آئے روز آپ کے پاس بھی لوگ آتے ہوں گے ہمارے معزز میران کے پاس بھی لوگ آتے ہوں گے ہمارے پاس بھی آتے ہیں کہ فلاں کوں مانگ بند ہو گئی ہے اور اتنے مزدور بے روزگار ہو گئے ہیں۔ کوں مائنز کے ساتھ جب ہم بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہماری پروڈکشن جو ہے تو ہے لیکن مارکیٹنگ نہیں ہے۔ کیونکہ کوں اس وقت ڈولپنٹ کے حساب سے چنگاں میں بھٹوں کو جتنا ضرورت ہے اس کے حساب سے ہی اتنا بکے گا۔ اس جنرل سیلز میں جو کوں پر ڈیوٹی آئی ہے اور دوسروں بھٹوں پر ڈیوٹی آئی ہے ڈبل ڈیوٹی سے آکر کے یہ انڈسٹری مزید سنک Sink ہو جائیں گی اور اس وقت ہم لوگ چھار رب روپے ایک لاکھ چھتیس ہزار ملاز میں پر خرچ کر رہے ہیں یہ جو کوں مائنز میں ہمارے لوگ انوالو Involve ہیں یا لیبریز یا ٹھیکیدار ہیں یا جو لوگ ہیں ایجنسیز ہیں جو ڈانپورٹر ہیں کسی طرح بھی صورت میں یہ لوگ دو لاکھ افراد سے کم نہیں ہیں۔ اگر گورنمنٹ انہی لوگوں کو اک موذیت کرنے کی کوشش کرے گی شاید ان کو دو چار ارب روپے دینے پڑیں گے یا اس سے بھی زیادہ تو اس لئے ہماری وفاقی حکومت سے یہ Recommendation ہو گی بلکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس سے پلے بھی اس کو D.O. Letter دیا جائے تاکہ اگر وہ واپس اگر Revive ہو جائیں تو اس کے بعد سوچا جاسکتا ہے۔ اس وقت تو وہ انڈر پریشر ہیں۔ Already mines بڑے مائنز چھوٹے مائنز بند ہو رہی ہیں۔ یہ مزید بالکل مانٹو minor تو شاید اس میں تھوڑا بست Sustain کر جائیں۔ چھوٹے والے تو بالکل ختم ہو جائیں گے۔ ان کی تو کوئی دسانک ہی نہیں ہیں کس طرح وہ اس گیپ کو پورا کر سکیں۔ ہماری گورنمنٹ کے بعد اہم اقدامات ہیں اس سلسلے میں تھوڑی میں ان پر روشنی ڈالوں کا کرپشن کو کم کرنے کے لئے ہم نے ہرے پروگرام بنائے ہوئے ہیں۔ ایشی کرپشن کو امکنوبیت Activate کر رہے ہیں۔

اس کے بعد جو آپ کی نان ڈولپٹسٹ میں جو لذت خرچ ہوتے ہیں ہمارے مجرمان صاحبان نے اسی سلسلہ ہمارے پوزیشن کی طرف سے اور گورنمنٹ کی طرف سے بھی دعایات آئے ہیں کہ نان ڈولپٹسٹ میرا جو ہمارے مرمت تعمیر میں روؤں کی حالت بھی خراب ہے بلڈنگز کی حالت بھی خراب ہے۔ واٹر سپلائی بھی خراب ہے تو ان کو کسی طرح چینلاز کر لیں۔ تاکہ یہ فنڈز صحیح اپنے جھوٹوں پر خرچ ہو جائیں۔ چودہ کروڑ روپے اس میں ریپورٹس کے اوپر Provide کر رہے ہیں تو Discretion ہم ڈیپارٹمنٹس کی ختم کر رہے ہیں۔ اس کے لئے بھی باقاعدہ ان کو PC-I Particular Scheme approve بنا کر لے آتا ہیں گے اور کسی پوزیشن میں کرنا اپنیں گے۔ اس کے بعد ان کو فنڈز Release کے جائیں گے تاکہ وہ کسی پوزیشن میں چیک بھی ہوں آج ہم لوگوں کا فنڈز کے اوپر کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ X.E.N کے اختیارات کو کم کرنے کے لئے یا اس کے اوپر کوئی چیک اینڈ بیلنٹ رکھنے کے لئے تو ہم لوگ اقدامات کر رہے ہیں۔ دوسرا بھی سالوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ بعد ایکسز Excess کا جو لٹ سرتقاہ میں لا کہہ ہوتا تھا۔ انہوں نے اس لٹ سے زیادہ چیک کیش کر لئے۔ کروڑ کے لگ بھگ بھی کیش کر لئے دو کروڑ کے لگ بھگ بھی کیش کر لیا۔ آج ہم لوگوں نے اس ڈسکرینسی Discrepancy کو ختم کرنے کے لئے ٹریوری آفیسر کو یہ پادری ہے اور ٹریور آفیسر سے سریماں ہونا ہو گا ہر چیک وہ اس کے بیلنٹ دیکھے گا کہ اے ڈی پی میں اور ڈی ڈی پی میں ہوان کے لئے پر دو ہزار ہو گا یا جو اکاؤنٹ میں ان کے لئے پر دو ہزار ہو گا اس کے مطابق ہی چیک درا کر سکے گا۔ اپنی اکاؤنٹ سے زیادہ ڈرائیور میں ہو سکے گا۔ یہ جس وقت ہماری حکومت وجود میں آئی اس وقت ہماری اور ڈی ایٹیٹ ہینک کے ساتھ ایک ارب روپے سے زیادہ رقمی اور یہ ایٹیٹ ہینک نے Refuse کر دیا تھا۔ تقریباً ”کہ ہم مزید اور ڈی آپ کو نہیں دیں گی۔ ہماری حکومت کی کوششوں سے اور نان ڈولپٹسٹ کے اوپر جو ہم نے کنٹرول کیا ہے تو یہ پوزیشن بن جائے گی کہ انشاء اللہ By the end of this year جوں کے آخر میں ایک ارب روپے کا جو ہم لوگوں کا اور ڈی تھا وہ ہم لیوں کر دیں گے۔ اس کو ہم واپس پورا کر دیں گے۔

ند سرے جیسے میں نے بجت اپنی میں کہا کہ میڈیکل ٹریننگ اور اڈ کے اوپر ہم لوگوں نے جو پابندی لگائی ہے اس سے بھی کافی خاطر خواہ رقم ہم کو ملے گی۔ کیونکہ اس میں بھی کافی کچھ کچھ ہی لوگ تھے جو پوزیشن ہولڈز تھے جیسے میں انہا ذکر کروں گا یا بڑے بڑے سیکریٹریز اور آفیسرز یہ سولیات صرف ان تک محدود تھی۔ غریب آدمی اس وقت بھی اس سے مستفید نہیں ہو رہا تھا۔ لہذا ہم نے اپنے ہی کاست کے اوپر اس کو ختم کیا ہے۔ آئندہ ہم انشاء اللہ کسی آدمی کو بیرون ملک نہیں بھیجنیں گا جس کا علاج اس ملک میں ہو سکتا ہے۔ ہارث ٹرانسلانٹ اور لیور ٹرانسلانٹ کی سولت ہمارے ملک میں نہیں ہے وہ ہم لوگوں نے اس سے مستثنی قرار دیئے ہیں۔ کوئی کی حالت آپ لوگوں کی نظر میں ہے۔ جیسا کہ میں نے بجت اپنی میں ذکر کای تھا اس کے لئے ہماری حکومت نے وزیر اعلیٰ نے کافی دلچسپی لی ہے۔ راؤنڈز لگائے ہیں کوئی کے انشاء اللہ اس کی اپہر و منٹ کے لئے ہم بڑی توجہ دے رہے ہیں اور آپ کو واضح فرق آپ کو اگلے ڈولپمنٹ میں نظر آئے گا۔ ہم لوگوں نے خاطر خواہ رقم خرچ کرنی ہے کوئی کی ڈولپمنٹ پر ہاکہ اس کو کسی اسٹینڈرڈ تک لا یا جائے کیونکہ of Balochistan

Quetta is almost 35 to 40 Percent

رہا ہو گی۔ ایک کوئی کے مساواۓ جیسا کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہیں یا ڈولپمنٹ ہیڈ کوارٹر ہیں اس کے اوپر بھی اس سے مال ہم ڈولپمنٹ کو نجگر رہے ہیں۔ انشاء اللہ ڈولپمنٹ کو اپہر کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگلے سال سے ہم ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر تک بھی یہ سولیات بڑھائیں گے۔

ہاکہ ہمارے ڈولپمنٹ کی Activities میں کوئی تک محدود نہ رہیں۔ رول ایپ یا زمین میں بھی ہم لوگ اس کو لے جائیں گے۔ جاتب ایکراہاں یہ پرائیوریت آرمیز کا جیسا کوئی ذکر کرتا ہے یا قبائلی تازعات کا ذکر ہوتا ہے اس سلسلے میں بھی ہماری حکومت نے Steps اٹھائے ہیں جو ایک جرگہ بنایا ہے اس سے ہماری یہ توقع ہے کہ انشاء اللہ ٹرانسل ڈسپیوٹس میں سب سے زیادہ مفید وہی ہو گا۔ اس کو ہم لوگ آگے لے جائیں گے اور قبائلی تازعات قبائلی حالات کو دیکھتے ہوئے اسی طریقے سے ہم ختم کریں اس جرگہ کے ذریعے سے۔ گزری

وہیکلز کے اوپر ہم نے پابندی لگادی ہے کہ پھارو اور لینڈ کروڑ روز جو ہیں اس کو ہم لوگ نہیں خرید رہے ہیں اس سال دوسرا یہاں ڈیپارٹمنٹ میں پہلے جیسے انجوکیشن میں میرے ڈاکٹر مالک صاحب نے ذکر کیا ہے کہ یہاں بڑی فلو تھی کہ ہم لوگوں کو پڑھاتے ہیں کوئی نیست لیتے ہیں کوئی امتحان لیتے ہیں کوئی ٹریننگ دیتے ہیں لیکن جو بچوں کو پڑھاتے ہیں کوئی آبادی کو پڑھاتے ہیں ان کا نہ کوئی ٹریننگ سشم تھا نہ پروگرام تھا کچھ تھا Raw hand کو لگادیتے تھے۔ جس کو تین سال تک یہ پڑھنی نہیں ہوتا تھا کہ میں نے کیا پڑھانا ہے۔ ہماری حکومت نے سب سے پہلے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ جو بھی ٹیکھرے گے گاہو ٹرینڈ ہو کر گے گا اس طرح education of Quality of پر اچھا اثر پڑے گا جو ہمارے تعليمی معیار کا ذکر ہوا ہے۔ اس اسمبلی میں اس کے اوپر اس کے بہتر نتائج آئیں گے۔ ۷۰ بلڈوزر ہماری حکومت نے فائلی ڈیل کو ادا ہے۔ جاپانز گرانٹ کے تحت ہماری ایگر یکچھ کے لئے ہم کو ملیں گے۔ جس سے انشاء اللہ ہمارا ایگر یکچھ پوئیشیل Agricultural Potential زیادہ ہو گا۔ مزید گراؤنڈز لیوں ہوں گے۔ جتنے گراؤنڈز لیوں ہوں گے اتنی ہی آبادی ہو گی اور اتنے ہے لوگوں کو اس میں روزگار ملے گا۔ مرنکوں کا جو میں نے ذکر کیا ہے کہ مرمت کے لئے ہم لوگوں نے جو پروگرام بنایا ہے اسی طرح سب سیڈی کا ذکر آیا ہے۔ یہ فوڈ میں جو ہم ۲۵ کروڑ روپے دے رہیں ہیں مولانا صاحب کی طرف سے چاہئے تو یہ تھا کہ اس وقت یہ سب سیڈی فار گو Subsity Forego کروئیں لیکن آج ہم لوگوں کو تجویز اس نے دی ہے۔ بہر حال اچھی تجویز دی ہے۔ میں اس کو حقیقت میں اچھی تجویز سمجھتا ہوں۔ اس سب سیڈی کو ہم لوگوں نے اس میں جو بے قاعدگیوں کا ذکر کیا ہے واقعی اس میں بے قاعدگیاں ہوتی ہیں۔ اس کو اگر انشاء اللہ ہم مزید کم کرنے کی کوشش کریں گے اور کسی اسٹینچ پر اس کو مزید ڈاؤن Down کرنے کی کوشش کریں گے روزہ روز کا ذکر ہوا ہے کہ بعض روزہ روز کو نہیں نہیں ملے ہیں جیسے پٹیں کے روڑیں ہیں یا دوسرے روزہ روز ہیں۔ واقعی اس وقت ہماری فناٹل پوریش کافی خراب تھی۔ جس وجہ سے بعض اہم منصوبے جو آن گونگ روڑیں ہیں لوگوں کے ہمیشہ بیوڑیں ہیں اس کو بھی اس وقت نہیں فراہم

نہیں کئے گئے ہیں لیکن انشاء اللہ ہماری یہ کوشش ہو گی آپ کے سامنے یہ بات کر رہے ہیں کہ
نان ڈوبھمنٹس پر مزید کٹ لگا کر کے اور نان ڈوبھمنٹ کو مزید کر تیل کر کے کچھ پیسے ہم انشاء
اللہ اگلے کچھ میتوں میں پہچانے کی پوزیشن میں انشاء اللہ ہوں گے۔ ہماری توقع ہے وہ پیسے ہم
کوشش کریں گے کہ روڈ سائیڈز کو دیئے جائیں اور جو ڈھمنٹس ان کے Due ہیں وہ تو ہم
انشاء اللہ دیں گے ہی اسی سال ہی۔ مذہبی اداروں کا ذکر آیا ہے کہ بجٹ میں ان کا کوئی ذکر
نہیں ہے۔ اور بجٹ میں اس کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے۔ اس کے لئے ہم نے
ایجوکیشن فاؤنڈیشن قائم کیا ہے۔ اس سے پرائیوریت اسکولز کو بھی امداد ملے گی اور مذہبی
اداروں کو بھی۔ دوستوں کی طرف سے بلاک ایلوکیشن کا ذکر آیا کچھ حضرات بجٹ کو تفصیلاً
نہیں پڑھتے اپنے سے ذکر کرتے ہیں۔ بلاک ایلوکیشن کے سلسلے میں عرض کروں گا کہ بجٹ میں
ایک جگہ سازھے اکیس کروڑ روپے دوسری جگہ سولہ کروڑ روپے اور تیسرا جگہ پانچ کروڑ
روپے کا ذکر ہے۔ یہ جتنی بھی رقم ہے سارے کے سارے کے لیکھتے ہیں۔ سازھے اکیس کروڑ
روپے تین تالیس ایم پی اے کافی جو فی ایم پی اے پچاس لاکھ روپے ہے تو ان سب کی رقم کو ملا
کر اکیس کروڑ بنتی ہے۔ دائرے کیسیز سیپ پر ڈرام میں ہم نے تمام ایم پی اے حضرات کو شریک
کریں گے اور ان کے تجاذب سے یہ رقم خرچ کریں گے۔ وہ ایلوکیشن ہے پچیس پچیس لاکھ فی
ایم پی اے۔ اور پانچ کروڑ روپے کافی زیاد رکھا جاتا ہے۔ کافی سالوں سے ہمارے ہاں یہ سلسلہ
چلا آ رہا ہے کیونکہ اے ذی پی میں رقم رکھتے ہیں مختلف منصوبوں کے لئے۔ بعد میں منگالی یا
دیگر وجہ سے اسی کی رقم بڑھ جاتی ہے۔ جس کو ہم کسی بھی پر ڈرام میں کوئی نہیں کر سکتے۔ یہ
پانچ کروڑ روپے ان ناکمل اسکیمز کے لئے سالوں سے رکھتے ہیں۔ جس وقت مولانا صاحب
ہمارے ساتھ نظر تھے اس وقت بھی یہ رقم رکھی جاتی ہے اور آج بھی یہ رقم رکھی جاتی ہے
ناکمل اسکیمز کے لئے۔ اور ماڑہ بیسول سیکشن روڈ کا ذکر آیا۔ چیف نشر صاحب مکران کے
دورے پر گئے تھے۔ اس روڈ کی حالت کو انہوں نے خود دیکھ لیا ہے۔ کیونکہ چیف نشر صاحب
پائی روڈ گئے تھے ہوا کی جہاز کے ذریعے نہیں گئے تھے۔ اختر صاحب تو ایسے ہی مارتے ہیں۔

چیف فنر صاحب نے اس روڈ کو بنانے کا آرڈر کیا۔ جس کا تخمینہ ایک کروڑ چھپن لاکھ روپے۔ وہ سارے رقم ابھی تک خرچ نہیں ہوئے بلکہ یہ اس کا اشیٹنٹ تھا۔ جس کے لئے ہم نے بیس لاکھ روپے ریلیز کیا۔ وہ بیس لاکھ روپے خرچ ہو رہے ہیں یا خرچ ہوئے ہیں اور جو بخ گئے وہ سرینڈر ہوں گے۔ ہاں اگر کسی کو بے قاعدگی نظر آئی ہے، ہم اس پر تحقیقات کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بی بی نافی روڈ کا ذکر ہوا۔ اس کے لئے ہم نے کوئی فذ نہیں رکھا ہے۔ کسی ایسی ڈی پی میں اس کا ذکر نہیں۔ معلوم نہیں سردار صاحب کو کدھر سے نظر آگیا۔ پتہ نہیں خواب میں۔ اس کے لئے ہم نے رقم ریلیز نہیں کیا ہے۔ صرف اسکیم کے نام سے ایسی ڈی پی میں شامل ہے کوئی ایلوکیشن اس کے لئے کہیں نہیں ہے۔ میر ظہور خان کھوسے نے کچھ اسکیمیں کا ذکر کیا کہ کچھ اثر پلاٹ کی اسکیمیں نامکمل ہے اور ان کو مکمل دکھایا گیا ہے۔ اس طرح انہوں نے ذیرہ اللہ یار جہر دین روڈ کا ذکر کیا اس کے لئے دس ملین روپے بخنس کئے گئے تھے اور یہ رقم خرچ نہیں ہوا ہے اور انہوں نے انکواری کا مطالبہ کیا تھا۔ میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں۔ اسی طرح پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں ان کے آہنگی کے چند اسکیمیں ہیں۔ انشاء اللہ ہم کو شش کریں گے ان کو مکمل کرنے کی۔ پھر انہوں نے شاغلی سے گونھہ اساعیل خان کے متعلق بات کی۔ اس کے لئے ہم نے چودہ لاکھ روپے بخنس کی تھی۔ اور ہم نے چودہ لاکھ روپے ریلیز کی ہے۔ اس سے اس کو مکمل ہونا چاہئے۔ اگر کسی کو خامی نظر آئے تو وہ ہمیں آگاہ کریں۔ کیونکہ بخنس رقم چودہ لاکھ روپے تھی اور ہم نے دو سالوں میں سات سات لاکھ روپے ریلیز کیا۔ واپڈا کے متعلق ظہور حسین صاحب نے شکایت کی کہ ان کے ہاں دو لیٹچ بست کم آرہی ہے۔ جس سے نہ کوئی پچھا نہ دیگر سامان چلتا ہے۔ گھر بیوں ضرورت کی چیزیں۔ گری کا ٹپر پر ۲۸ سینٹی گریڈ ہے۔ ملکہ واپڈا کے بارے میں میں نے سنا ہے کہ وہ کسی کا نہیں سنتا۔ پورے صوبے میں یہ حالت ہے۔ کم دو لیٹچ کی وجہ سے آئے دن بیوں بیویوں کی مشین جل رہے ہیں۔ معلوم نہیں واپڈا کے اہلکار کس دنیا میں رہ رہے ہیں۔ کیونکہ ماسوائے نصیر آباد کے ایری گیش ستم ہے باقی تمام صوبے میں بیوں بیویوں سے باغات اور فصلوں کو پانی دی جاتی

ہے۔ ہم اس سلسلے میں یہ کر سکتے ہیں کہ مرکزی حکومت کو سفارش کریں کہ وہ اس موسم میں بلوچستان میں بھلی کی روڈ کو درست رکھیں اور دوسرے صوبوں کے مطابق بلوڈ شیڈنگ کی جائے اور جہاں تک اس نے نئی اسکیم کی بات کی ہے۔ جعفر آباد کے مقام پر بھلی کا ایک گرد اسٹیشن قائم ہوا ہے اور انشاء اللہ ۱۹۹۳ء میں مکمل ہو جائے گا اور ایک گرد اسٹیشن صبت پور کے مقام پر تغیر کرنے کا پروگرام ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے علاقے کو کافی رلیف ملے گا۔ اور معزز رکن کی یہ شکایت ختم ہو جائے گی۔ جناب امیر! اسی طرح کمانڈ ایریا ڈولپنٹ پر اجیکٹ ہے۔ مولانا عبدالواسع صاحب نے ذکر کیا۔ اس کی تفصیل ہمارے ساتھ ہے۔ انشاء اللہ ہم کو شش کریں گے کہ ان کو accomodate کریں۔ جیسا کہ میں نے ذکیر کیا کہ ہم نان ڈولپنٹ پر مزید بچت کرنے کی کوششیں کریں گے۔ جس طرح ہم نے پچھلے سال کے آخر پر ستر کروڑ روپے اضافی دیا بچت سے۔ تو اس سال بھی ہم کو شش کریں گے بچت کرنے کی۔ ہم نے ریشنل Rational بینادوں پر بجٹ بنایا ہے اور آپ نے دیکھا ہو گا تمام اخبارات میں اس بجٹ کو بیان بجٹ کہتے ہیں۔ اداریوں میں اس کے متعلق بیان بجٹ آتا ہے۔ حتیٰ کہ اپوزیشن کی طرف سے ایسا کوئی نقش بجٹ میں نظر نہیں آیا سردار اختر کو وزیر خزانہ میں زیاد نقش نظر آئیں جو دو تین چینوں کی انسوں نے ذکر کی میں اس کی وضاحت کرتا ہوں۔ ہم نے ایک بیان بجٹ تیار کیا۔ ایگزا من کیا اور کوئی بجٹ اسکیم ہم نے نہیں ڈالی ہے۔ انشاء اللہ اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ اگلے کچھ میونوں میں ہمیں جو پیسے میں گے جیسا کہ روڈوں کی کچھ کی ہے ان کو پورا کریں گے اور دوسرے پر اجیکلس جو ہمارے معزز مبران نے ذکر کیا۔ ان کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ روڈ، واٹر سیکٹر ایگر لیکھ سیکٹر، ایری گیشن سیکٹر کو پر اجٹلی کی بیناد پر پیسے پر دوائیڈ کر دے۔

مارکیٹ فارم روڈ کے سلسلے میں مولانا عبدالواسع صاحب نے کہا کہ اس پر جو پیسے خرچ ہوتے ہیں اس رقم میں سے زیادہ تو خربہ ہوئی ہے۔ میں فارم ٹومارکیٹ روڈ کا ذکر کروں گا۔ یہ فیز II میں نو تاں گندہ روڈ، لندر باغ روڈ اور خانوڈی لور الائی روڈ ہیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اس میں کھلپے کا کم سے کم چنجائش ہو گی۔ کیونکہ سی ایڈڈیبلیو اس کی سپرویژن کر رہی

ہے۔ اس سے بہتر پروپریٹن کا تصور ہے وہ کنسٹیشنٹ ہے۔ یہ ایشین ڈولپٹ ٹینک کی پراجیکٹ ہے اس کی کنسٹیشنٹ پروپریٹن کر رہی ہے۔ اڑاؤالہ اس میں کم سے کم خرایوں کی سمجھاتش ہے۔ بہرحال مخصوص جگہ پر کسی کو کوئی خامی نظر آئی ہو وہ ہمارے پاس آ سکتے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہیں۔ یہ حکومت ہم سب کی ہے۔ اپوزیشن کی بھی اور ٹریوری کی بھی۔ کیونکہ آج اگر ہم حکومت میں ہیں تو شاید کم ہم اپوزیشن میں بیٹھیں جیس اکہ اس سے قبل مولانا صاحب جان ہمارے ساتھ بیٹھنے ہوئے تھے۔ ہم اس کو بھی بھی اپنے اناکا مسئلہ نہیں بنا سکیں گے۔ جو بھی قابل عمل تجاویز ہوں گی اس کو ہم پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب اسپیکر! میں اپنی تقریر فتح کرنا چاہتا ہوں اور صوبائی اسمبلی میں سی ایڈڈیبلیو کے بلوچستان صوبائی اسمبلی کے اشاف اور ایم پی اے ہائل اور صوبائی اسمبلی میں سی ایڈڈیبلیو کے کام کرنے والے اشاف کے لئے ایک ماہ کی تاخواہ بونس دینے کا اعلان کرتا ہوں۔ ساتھ ساتھ تمام ممبران اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ حضرات نے پڑے تحمل کے ساتھ میری باتیں سیکھیں۔ کسی کو کوئی بات ناگوار گزری ہو کسی کی دل آزاری ہوئی ہو تو میں معافی چاہتا ہوں۔

شکریہ۔

جناب اسپیکر : آج سالانہ بحث ۱۹۹۵ء بحث کا آخری دن ہے اب میں لیڈر آف ہاؤس کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

نواب ذوالفقار علی مگسی (قاائد ایوان) : جناب اسپیکر میری درخواست ہے کہ آپ مجھے کل موقع دیں۔ دس منٹ کے لئے۔

جناب اسپیکر : نیک ہے آپ کل تقریر کریں۔ اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ ۲۸ جون ۱۹۹۳ء بوقت سہ پر تین بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس سات بجے شام مورخہ ۲۸ جون ۱۹۹۳ء (بروزہ شنبہ) تین بجے سہ پر تک کے لئے ملتوی ہو گیا)